خطبہ نمبر

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

سوموار 6/مارچ 2023ء | 13/شعبان 1444 ہجری قمری | 6/امان 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:55

ارشادِ باری تعالیٰ

اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ یَتۡلُوۡنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ ؕ اُولٰٓئِکَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ ؕ وَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾

(البقرہ: 122)

ترجمہ: وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی درآنحالیکہ وہ اس کی ویسی ہی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو (درحقیقت) اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جو کوئی بھی اس کا انکار کرے پس وہی ہیں جو گھاٹا پانے والے ہیں۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

تلاوت قرآن کریم کا کیا حق ہے؟

مغرب میں اس قدر اسلام کے خلاف نفرت اور استہزاء کی فضا پیدا کی جارہی ہے اور۔۔۔ اللہ تعالیٰ کا اسلام کے غلبے کا بھی اور قرآن کریم کی حفاظت کا بھی وعدہ ہے۔ پس اس میں تو کوئی شک نہیں کہ جتنی بھی یہ کوشش چاہیں کر لیں ان کے یہ رکیک حملے نہ اسلام کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں اور نہ اس کامل کتاب کے حسن کو ماند کر سکتے ہیں۔ ہاں ایسے لوگ جو سامنے آ کر حملے کر رہے ہیں یا وہ جو پیچھے سے ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں ان کے اسلام کے خلاف بغض اور کینوں کے اظہار ہو رہے ہیں۔ بہرحال یہ کام تو ان اسلام دشمنوں نے کرتے رہنا ہے اس لئے اس کی کوئی فکر نہیں کہ کیا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اس کی یعنی قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ ہے۔ لیکن جب ایسی حرکتیں ہوں اسلام مخالفین کی تو اس پر ہمارا ردّعمل کیا ہونا چاہئے۔ ایک احمدی مسلمان کو اپنے اندر کیا خصوصیات پیدا کرنی چاہئیں جس سے وہ دشمنوں کے حملے کے ردّ کے لئے تیار ہو سکے۔ اس فوج کا سپاہی بن سکے جس کے لئے اس نے زمانے کے امام سے عہد باندھا ہے۔ ان فضلوں کا وارث بن سکے جو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے والوں کے لئے مقدر کئے ہوئے ہیں۔ اس بارے میں کچھ باتیں میں کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ اس خوبصورت تعلیم کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں اور آپؐ کے عاشق صادق نے اس پیغام کو ہم پر واضح کرتے ہوئے ہم سے کیا توقعات رکھی ہیں؟

تلاوت کا حق کیا ہے؟ تلاوت کا حق یہ ہے کہ جب قرآن کریم پڑھیں تو جو اوامرونواہی ہیں ان پر غور کریں۔ جن کے کرنے کا حکم ہے ان کو کیا جائے۔ جن سے رُکنے کا حکم ہے ان سے رُکا جائے۔

(خطبہ جمعہ 7/ مارچ 2008ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- اوصافِ قرآن مجید (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

فرمانِ رسولؐ

حضرت عُبیدہ مُلیکی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اہل قرآن! قرآن پڑھے بغیر نہ سویا کرو اور اس کی تلاوت رات کو اور دن کے وقت اس انداز میں کرو جیسے اس کی تلاوت کرنے کا حق ہے۔ اور اس کو پھیلاؤ اور اس کو خوش الحانی سے پڑھا کرو اور اس کے مضامین پر غور کیا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

(مشکاۃ المصابیح کتاب الفضائل باب فضائل القرآن حدیث نمبر 2210)

سہل بن معاذ جُہنیؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا تو قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو دو تاج پہنائے جائیں گے جن کی روشنی سورج کی چمک سے بھی زیادہ ہو گی جو ان کے دنیا کے گھروں میں ہوتی تھی۔ پھر جب ان کے والدین کا یہ درجہ ہے تو خیال کرو کہ اس شخص کا کیا درجہ ہو گا جس نے قرآن پر عمل کیا۔

(ابوداؤد کتاب الوتر باب ثواب قراءۃ القرآن حدیث نمبر 1453)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

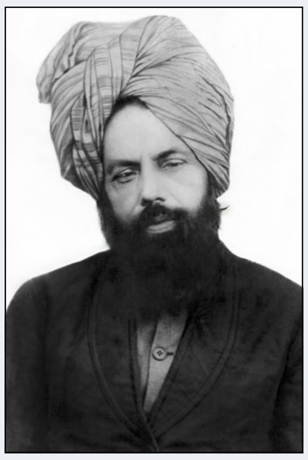

قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنا اچھی بات ہے

- لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں مگر طوطے کی طرح یونہی بغیر سوچے سمجھے چلے جاتے ہیں۔ جیسے ایک پنڈت اپنی پوتھی کو اندھا دھند پڑھتا جاتا ہے۔ نہ خود سمجھتا ہے اور نہ سننے والوں کو پتہ لگتا ہے۔ اسی طرح پر قرآن شریف کی تلاوت کا طریق صرف یہ رہ گیا ہے کہ دو چار سپارے پڑھ لئے اور کچھ معلوم نہیں کہ کیا پڑھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ سُر لگا کر پڑھ لیا اور ''ق'' اور ''ع'' کو پورے طور پر ادا کر دیا۔ قرآن شریف کو عمدہ طور پر اور خوش الحانی سے پڑھنا بھی ایک اچھی بات ہے۔ مگر قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے۔ یہ یاد رکھو کہ قرآن شریف میں ایک عجیب وغریب اور سچا فلسفہ ہے۔ اس میں ایک نظام ہے جس کی قدر نہیں کی جاتی۔ جب تک نظام اور ترتیب قرآنی کو مدنظر نہ رکھا جاوے، اس پر پورا غور نہ کیا جاوے، قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہ ہوں گے۔

(الحکم جلد 5 نمبر 12 مؤرخہ 31/ مارچ 1901ء صفحہ 3)

- قرآن شریف تدبر و تفکر و غور سے پڑھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ رُبَّ قَارِیٍٔ یَلۡعَنُہُ الۡقُرۡآنُ۔ یعنی بہت ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ جو شخص قرآن پڑھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اس پر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیت رحمت پر گزر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر و غور سے پڑھنا چاہئے اور اس پر عمل کیا جاوے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 157 جدید ایڈیشن)

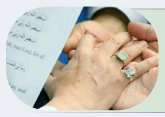

دربارِ خلافت

پنڈت لیکھرام کے متعلق آپؑ کی جو پیشگوئی تھی اس کے مطابق وہ کیفر کردار تک پہنچا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پانچواں واقعہ جو آپؑ نے بتایا وہ لیکھرام کا واقعہ ہے۔ اس کے متعلق پیشگوئی تھی اس کے مطابق وہ کیفر کردار تک پہنچا۔جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی انتہاء کی ہوئی تھی۔ آخر اللہ تعالیٰ کی پکڑ نے، اپنے پیارے نبی کی غیرت نے اس کو پکڑا اور اس کی تمام تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتائی کہ مَیں اس کو پکڑوں گا اور کس طرح اس کا انجام ہو گا۔ آپ نے اس بارے میں پیشگوئی فرمائی اور باوجود تمام تر حفاظتی تدابیر کے کوئی اس کو بچا نہ سکا۔ یہ بھی ایک لمبی کہانی ہے۔ بہرحال اس کے قتل کے بعد اس پیشگوئی کی بنا پر جو حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے انجام کی کی تھی حکومت کے کارندوں نے بھی کوششیں کیں اور لوگوں نے بڑا شور مچایا اور آپ پر الزام لگایا گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق آپ کی ہر لحاظ سے یہاں بھی بریت فرمائی۔ آپ کے گھر کی تلاشی بھی لی گئی لیکن پولیس کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ اور اس قتل کے بعد تو آریوں کے جذبات بڑے سخت مشتعل ہو گئے تھے۔ ہر طرف آگ لگ گئی تھی۔ پولیس بڑی کوشش کر رہی تھی کہ مجرم کو پکڑے۔ اس شخص کا جس نے قتل کیا تھا حلیہ بھی اشتہار میں دیا گیا لیکن ایک آدمی جو اس حلیہ کا پکڑا گیا تو لیکھرام کی بیوی نے کہا: نہیں، یہ وہ نہیں۔ یہ کوئی کشمیری تھا۔ ایک احمدی کو بھی پکڑا گیا۔ بعد میں وہ بھی رہا کر دیئے گئے۔ پکڑ دھکڑ کے علاوہ تلاشیاں بھی ہوئیں۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر کی بھی تلاشی ہوئی جیسا کہ مَیں نے کہا۔ جب پولیس نے تلاشی لینی تھی تو افسروں کے آنے سے چند منٹ پیشتر آپ سراج منیر کی ایک کاپی پڑھ رہے تھے۔جس میں یہ مضمون تھا کہ لیکھرام کے قتل سے آپ پر ویسا ہی ابتلا آیا جیسے مسیح علیہ السلام کے دشمنوں نے خود بھی ایذا رسانی کی کوششیں کی تھیں اور گورنمنٹ کے ذریعہ سے بھی تکلیف دی تھی۔ مگر میرے معاملے میں تو اب تک صرف ایک پہلو ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ گورنمنٹ کی دست اندازی کا پہلو بھی اس کے ساتھ شامل ہو جاتا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ اچانک سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور اور انسپکٹر میاں محمد بخش (جس نے پہلے بھی کئی کوششیں کی تھیں) اور کچھ ہیڈ کانسٹیبلز اور پولیس کی بھاری نفری نے آ کر حضرت مسیح موعودؑ کے گھر کو گھیر لیا۔ اس سے پہلے حضرت میر ناصر نواب صاحب نے پولیس کے آنے کی خبر کہیں سے سن لی تھی۔ وہ سخت گھبرائے ہوئے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں جا کر بڑی پریشانی کے عالم میں عرض کی کہ پولیس گرفتاری کے لئے آ رہی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرائے اور فرمایا میر صاحب! دنیا دار لوگ خوشیوں میں سونے چاندی کے کنگن پہنا کرتے ہیں، ہم سمجھ لیں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے۔ پھر ذرا تامّل کے بعد فرمایا'' مگر ایسا نہ ہو گا کیونکہ خدا تعالیٰ کی اپنی گورنمنٹ کے مصالح ہوتے ہیں (اپنے طریقے ہیں اللہ تعالیٰ کی گورنمنٹ کے۔) اس وقت حضرت پیر منظور محمد صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے بتایا کہ حضرت اقدس پر پولیس کی اطلاع کا ہلکا سا بھی اثر نہیں تھا۔ اور بدستور اپنی کاپی پڑھتے جا رہے تھے۔ لیکن جب پولیس نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ نے کام بند کر دیا اور فوراً جا کر دروازہ کھول دیا۔ پھر وہ جو سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے۔ انہوں نے ٹوپی اتار کر کہا کہ مجھے حکم آ گیا ہے کہ مَیں قتل کے مقدمے میں آپ کے گھر کی تلاشی لوں۔ تلاشی کا نام سن کر آپ کو اس قدر خوشی ہوئی جتنی اس ملزم کو ہو سکتی ہے جسے کہا جائے کہ تیرے گھر کی تلاشی نہیں ہو گی۔ چنانچہ حضور نے فرمایا کہ آپ اطمینان سے تلاشی لیں۔ اور مَیں مدد دینے میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اس کے بعد آپ اسے دوسرے افسروں سمیت مکان میں لے گئے۔ اور پہلے مردانہ اور پھر زنانہ مکان میں تمام بستے (بیگ) وغیرہ ان کو دکھائے۔ تو ایک بیگ جب کھولا تو اس میں وہ کاغذات برآمد ہوئے جو پنڈت لیکھرام نے نشان نمائی کے لئے اپنے قلم سے حضور کے نام لکھے تھے۔۔۔

(تاریخ احمدیت جلد1 صفحہ 599-601 جدید ایڈیشن)

(خطبہ جمعہ 7/ جولائی 2006ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اوصافِ قرآن مجید

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اَجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا

یا الٰہی! ترا فرقاں ہے کہ اک عالَم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ 274 مطبوعہ 1882ء)

دعا کا تحفہ

طلبِ خیر اور دفع شر کی جامع دُعا

حضرت ابو امامہ باہلیؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ؐنے ڈھیر ساری دُعائیں کی ہیں جو ہمیں یاد ہی نہیں رہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک جامع دُعا سکھاتا ہوں تم یہ یاد کر لو:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْہُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَعَلَیْكَ الْبَلَاغُ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ

(ترمذی کتاب الدعوات)

ترجمہ:- اے اللہ! ہم تجھ سے وہ تمام خیر و بھلائی مانگتے ہیں جو تیرے نبی محمدؐ نے تجھ سے مانگی اور ہم تجھ سے ان باتوں سے پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمدؐ نے پناہ چاہی۔ تو ہی ہے جس سے مدد چاہی جاتی ہے۔ پس تیرے تک دُعا کا پہنچانا لازم ہے اور کوئی طاقت یا قوت حاصل نہیں مگر اللہ کو۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 141)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 3؍مارچ 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کا مقدس کلام سمجھ کر اِس پر عمل کی بھی ایسی حالت ہونی چاہئے کہ یہی ہے ہمیں جو ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرتا ہے، ہمیں خدا سے ملاتا ہے۔ کوئی آندھی، کوئی طوفان، کوئی مخالفت انسان کو اپنے ایمان سے ہلا نہ سکے، یہ ہے انسان کی خوبی اور ہمیشہ اِس پر خدا تعالیٰ کے کلام کی روشنی پڑتی رہے، اِس کو سمجھنے کی وہ کوشش کرتا رہے

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ نیز سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد ارشاد فرمایا! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی جو معرفت ہمیں عطا فرمائی یا اپنی کتب اور ارشادات میں اِس کو سمجھنے اور اِس پر عمل کرنے کے لئے جس انداز میں پیش فرمایا اِس حوالہ سے مَیں نے گزشتہ جمعوں میں دو خطبات دیئے ہیں۔ قرآن کریم جو معرفت کا خزانہ ہمیں دیتا ہے، حقیقت میں یہی ہے جو بندہ کو خدا تعالیٰ سے ملاتا ہے، اِس کے بغیر کوئی اور ذریعہ نہیں ہے خدا تعالیٰ کو پانے اور اُس کا قرب حاصل کرنے کا۔ آپؑ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اِس کے معرفت کا چمن نا تمام ہے

پس یہ وہ نکتہ ہے جسے ہمیشہ ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے

اگر ہم خدا تعالیٰ کا قرب اور اُس کی رضا چاہتے ہیں، اگر ہم اپنی دنیا و عاقبت کو سنوارنا چاہتے ہیں تو یہ چیزیں یاد رکھنی چاہئیں۔ لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہئے قرآن کریم ہی وہ ذریعہ ہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اِس معرفت کو سمجھنے کے لئے بھی کسی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے اور مقرر کردہ رہنما کی ضرورت ہے جو اِس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے غلام صادق حضرت مسیح موعودؑ ہیں۔

بڑے غور سے ہمیں اِن باتوں کو سننے اور سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے

آپؑ کے بیان کردہ علم و معرفت کے اِس خزانہ اور قرآن کریم کی تعلیم کو سمجھنے کا یہ سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا بلکہ ابھی کافی مواد اِس بارہ میں بیان کرنے والا ہے۔ آج بھی اِس سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے مَیں قرآن کریم کی خصوصیات، مقام اور اہمیت کا ذکر آپؑ کے ارشادات و تحریرات کی روشنی میں کروں گا۔ جس گہرائی سے آپؑ نے ہمیں قرآن کریم کے مقام و اہمیت سے آگاہی دی ہے، وہی ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور قرآنی تعلیم پر عمل کرنے کا فہم و ادراک دیتی ہے، پس بڑے غور سے ہمیں اِن باتوں کو سننے اور سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ ہم اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کرنے والے ہوں۔

وہ زمین سے اٹھے اور آسمان کے چمکدار ستارے بن گئے

قرآن کریم نے کس طرح خدا تعالیٰ کا چہرہ دکھانے میں اپنا کردار ادا کیا، اِس بات کو صحابہ کی زندگی میں دیکھا جا سکتا ہے، چنانچہ فرقان حمید کی دلکش تاثیر اور صحبت پاک آنحضرتؐ سے صحابہ کرامؓ کی زندگیوں پر مرتب ہونے والے بتدریج غیر معمولی اثرات کے تذکرۂ حضرت مسیح موعودؑ کی روشنی میں بیان ہوا: اُنہوں نے خدا کی راہ میں اپنی جانوں کو خس و خاشاک کی طرح بھی قدر نہ کیا، آخر وہ قبول کئے گئے اور خدا نے اُن کے دلوں کو گناہ سے بکلی بیزار کر دیا اور نیکی کی محبت ڈال دی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! پس یہ ہے قرآن کریم کا اُن پر اثر کہ وہ زمین سے اٹھے اور آسمان کے چمکدار ستارے بن گئے جن کے بارہ میں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اِن میں سے ہر ایک تمہارے لئے رہنما ہے۔

پیروی قرآن کریم سے انسان صفات خدا تعالیٰ کا مظہر ہو جاتا ہے

آپؑ فرماتے ہیں: مَیں نے قرآن شریف میں ایک زبردست طاقت پائی، مَیں نے آنحضرتؐ کی پیروی میں ایک عجیب خاصیت دیکھی جو کسی مذہب میں وہ خاصیت اور طاقت نہیں اور وہ یہ کہ سچا پیرو اِس کا مقامات ولایت تک پہنچ جاتا ہے۔ خدا اُس کو نہ صرف اپنے قول سے مشرف کرتا ہے بلکہ اپنے فعل سے اُس کو دکھلاتا ہے کہ مَیں وہی خدا ہوں جس نے زمین و آسمان پیدا کیا تب اُس کا ایمان بلندی میں دُور دُور کے ستاروں سے بھی آگے گذر جاتا ہے۔ چنانچہ مَیں اِس امر میں صاحب مشاہدہ ہوں، خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور ایک لاکھ سے بھی زیادہ میرے ہاتھ پر اُس نے نشان دکھلائے ہیں سو اگرچہ مَیں دنیا کے تمام نبیوں اور اُن کی کتابوں کا بھی ادب کرتا ہوں مگر زندہ دین صرف اسلام کو ہی مانتا ہوں کیونکہ اِس کے ذریعہ سے میرے پر خدا ظاہر ہوا۔ جس شخص کو میرے اِس بیان میں شک ہو، اُس کو چاہئے کہ اِن باتوں کی تحقیق کے لئے کم سے کم دو ماہ کے لئے میرے پاس آجائے، مَیں اُس کے تمام اخراجات کا جو اِس کے لئے کافی ہو سکتے ہیں اِس مدت تک متکفل رہوں گا۔

تبھی ہم اپنے مقصد بیعت کو بھی پورا کر سکتے ہیں

حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! جنہوں نے اِس دعوت سے فیض پانا تھا اُنہوں نے فیض پایا اور کامیاب ہو گئے، آپؑ کے پاس رہے اور قبول کیا، آج بھی آپؑ کا علم کلام اور خزائن بہت سوں کو خدا نما بنا رہے ہیں۔ پس اِس سے جہاں ہم غیروں کو آگاہ کریں، خود بھی ہمیں پوری کوشش کرنی اور فائدہ اٹھانا چاہئے آپؑ کے کلام سے، تبھی ہم اپنی بیعت کے مقصد کو بھی پورا کر سکتے ہیں۔

سب ہدایتیں قرآن کریم میں ہیں

اہل کتاب اور مشرکین عرب کے نہایت درجہ بد چلنی، بدی کر کے یہ سمجھنے کہ ہم نے نیکی کا کام کیا اور روز بروز جرائم میں بڑھتے چلے جانے کے بابت حضرت مسیح موعودؑ بیان فرماتے ہیں: پس خدا نے اُس ملک پر رحم کر کے آنحضرتؐ کو اُس ملک کا بادشاہ بھی بنا دیا اور قرآن شریف کو ایک ایسے قانون کی طرح مکمل کیا جس میں دیوانی، فوجداری، مالی سب ہدایتیں ہیں۔ سو آنحضرتؐ بحیثیت ایک بادشاہ ہونے کے تمام فرقوں کے حاکم تھے اور ہر ایک مذہب کے لوگ اپنے مقدمات آپؐ سے فیصلہ کراتے تھے، قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ایک دفعہ ایک مسلمان اور یہودی کا آنجناب کی عدالت میں مقدمہ آیا تو آنجناب نے تحقیقات کے بعد یہودی کو سچا قرار دیا اور مسلمان پر اُس کے دعویٰ کی ڈگری کی۔ پس بعض نادان مخالف جو غور سے قرآن شریف نہیں پڑھتے وہ ہر ایک مقام کو آنحضرتؐ کی رسالت کے نیچے لے آتے ہیں حالانکہ ایسی سزائیں خلافت یعنی بادشاہت کی حیثیت سے دی جاتی تھیں۔

بذریعہ قرآن کریم پاکیزہ زندگی کا حصول

آپؑ فرماتے ہیں: غرض ایک عقل مند اور منصف مزاج آدمی کے نزدیک اِس بات کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے کہ خدا کی کتاب کا فرض یہی ہے کہ خدا کو ملاوے اور خدا کی ہستی کے بارہ میں یقین کے درجہ تک پہنچاوے اور خدا کی عظمت و ہیبت دل میں بٹھا کر گناہ کے ارتکاب سے روک دے، ورنہ ہم ایسی کتاب کو کیا کریں جو نہ دل کا گند دُور کر سکتی ہے اور نہ ایسی پاک اور کامل معرفت بخش سکتی ہے جو گناہ سے نفرت کرنے کا موجب ہو سکے۔۔۔ پس ایک حقیقی پاکیزگی کا طالب ایسی کتاب کو کیا کرے جس کے ذریعہ سے یہ ضرورت رفع نہ ہو سکے۔ اِس لئے مَیں ہر ایک پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ وہ کتاب جو اِن ضرورتوں کو پورا کرتی ہے وہ قرآن شریف ہے، اُس کے ذریعہ انسان کو خدا کی طرف ایک کشش پیدا ہو جاتی ہے اور دنیا کی محبت سرد ہو جاتی ہے اور وہ خدا جو نہایت نہاں در نہاں ہے اُس کی پیروی سے آخر کار اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے اور وہ قادر جس کی قدرتوں کو غیر قومیں نہیں جانتیں قرآن کی پیروی کرنے والے انسان کو خدا خود دکھا دیتا ہے اور عالم ملکوت کا اُس کو سیر کراتا اور اپنے اَنَا الْمَوْجُوْد ہونے کے آواز سے آپ اپنی ہستی کی اُس کو خبر دیتا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! پس یہ ہے وہ فہم و ادراک جو قرآن شریف کے بارہ میں ہونا چاہئے، یہ اِس تعلیم کا عملی پہلو ہے، جس کا ہم سے اظہار ہونا چاہئے ورنہ دوسرے مذاہب کی طرح ہمارے ایمان کا دعویٰ صرف دعویٰ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس کی توفیق دے۔

قرآن کریم کی عالمگیریت

آپؑ فرماتے ہیں: اب خدا تعالیٰ کا یہی ارادہ ہے کہ تمام قوموں کو جو دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں ایک قوم بنا دے اور ہزارہا برسوں کے بچھڑے ہوؤں کو پھر باہم ملا دے اور یہ خبر قرآن شریف میں موجود ہے اور قرآن شریف نے ہی کھلے طور پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ دنیا کی تمام قوموں کے لئے آیا ہے۔۔۔ لیکن ہم بڑے زور سے کہتے ہیں کہ قرآن شریف سے پہلے دنیا کی کسی الہامی کتاب نے یہ دعویٰ نہیں کیا بلکہ ہر ایک نے اپنی رسالت کو اپنی قوم تک ہی محدود رکھا۔

آج یہ ہم احمدیوں کا کام ہے

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباس کی روشنی میں علت غائی قرآن کریم اور قرآنی علوم کے منکشف ہونے کے لئے شرط تقویٰ کے تناظر میں ارشاد فرمایا! آج کل کے نام نہاد علماء نے جو تقویٰ سے عاری ہیں اِس کی تعلیم کو ایسے رنگ میں پیش کیا ہے کہ مخالفین اسلام کو اِس کی تعلیم پر مزید اعتراض کرنے کا موقع مل گیا ہے، لیکن آج یہ ہم احمدیوں کا کام ہے کہ ہم اپنے اندر تقویٰ پیدا کرتے ہوئے اِس تعلیم کی خوبیوں کو اپنے قول و فعل سے عمل کر کے دکھائیں، دنیا کو بتائیں کہ قرآن کریم ہی ہے جو ہر قسم کی بیماریوں کا علاج ہے اور اِس کو بھیجنے والا وہ خدا ہے جس نے اِسے بامقصد بنا کر دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ پر چلتے ہوئے اِس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب مَیں دعا کی تحریک بھی کرنا چاہتا ہوں

خطبۂ ثانیہ سے قبل حضور انور ایدہ اللہ نے بمطابق ابتدائی اطلاعات آج انعقاد جلسۂ سالانہ بنگلہ دیش کے پہلے دن مخالفین کے جلسہ گاہ پر حملہ، کئی لوگوں کے زخمی اور بعض کے شدید زخمی ہونے نیز اُس علاقہ میں احمدیوں کے گھروں کو جلائے جانے کے ضمن میں ارشاد فرمایا! اللہ تعالیٰ احمدیوں کو بھی محفوظ رکھے اِن کے شر سے اور اِن کی پکڑ کے بھی سامان کرے، اِن کے لئے کوئی ہدایت کی دعا تو نہیں ہو سکتی، اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا والی دعا ہی منہ اور دل سے نکلتی ہے۔ حالات پاکستان کے لئے بھی دعا کریں، اللہ تعالیٰ وہاں بھی احمدیوں کے حالات ٹھیک رکھے، برکینا فاسو میں بھی خطرات ابھی منڈلا رہے ہیں وہاں کے لئے دعا کریں، اِسی طرح الجزائر میں بھی بعض مقدمات ہیں احمدیوں پر اُن کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ احمدیوں کو محفوظ رکھے۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ الفضل آن لائن جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10/ فروری 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

’’آسمان کے نیچے صرف ایک ہی کتاب ہے جو اس محبوبِ حقیقی کا چہرہ دکھلاتی ہے یعنی قرآن شریف۔‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

اگر مسلمان زمانے کے امام کو مان لیں اور قرآنِ کریم کی تعلیم کو سمجھتے ہوئے اس پر عمل کریں تو غیر مسلموں کو کبھی اس طرح قرآن کریم کی توہین کی جرأت نہ ہو

قرآنِ کریم ہی صرف اب ہدایت کا ذریعہ ہے

لوگ سوال کرتے ہیں کہ خدا کو اگلے جہان میں دیکھنا ہے تو کس طرح دیکھیں گے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرو تو اسی جہان میں خدا کو دیکھ لو گے

’’وہ خدا جو تمام دنیا پر پوشیدہ ہے وہ محض قرآن شریف کے ذریعہ سے دکھائی دیتا ہے۔‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۳ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۴ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۵

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۶ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷

گذشتہ خطبے میں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات قرآن کریم کی عظمت اور اہمیت کے بارے میں

بیان کر رہا تھا۔ آج اس سلسلے میں مزید کچھ پیش کروں گا۔

قرآن کریم کے فضائل اور اہمیت

کو بیان فرماتے ہوئے اپنی تصنیف تحفۂ قیصریہ میں جو ملکہ وکٹوریہ کی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر آپؑ نے تصنیف فرمائی تھی جس میں ملکہ کو اسلام کا پیغام دیا تھا اور اسلام کی تبلیغ کی تھی اس میں تحریر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’قرآن عمیق حکمتوں سے پُر ہے اور ہر ایک تعلیم میں انجیل کی نسبت حقیقی نیکی کے سکھلانے کے لئے آگے قدم رکھتا ہے۔ بالخصوص سچے اور غیر متغیر خدا کے دیکھنے کا چراغ تو قرآن ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ دنیا میں نہ آیا ہوتا تو خدا جانے دنیا میں مخلوق پرستی کا عدد کس نمبر تک پہنچ جاتا۔ سو شکر کا مقام ہے کہ خدا کی وحدانیت جو زمین سے گم ہوگئی تھی۔ دوبارہ قائم ہوگئی۔‘‘

(تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 282)

اب

کون تھا اُس زمانے میں جس نے اتنی جرأت سے قیصرۂ ہند کو اس طرح کا یہ پیغام بھیجا ہو، اسلام کی تبلیغ کی ہو۔

آج یہی لوگ جن میں اتنی جرأت نہ تھی کہ اسلام اور قرآنِ کریم کی عظمت بیان کرتے، ہمیں یہ کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا جماعتِ احمدیہ قرآن کریم کی توہین کر رہی ہے اور جو غیر مسلم ہیں وہ ان کی حرکتیں دیکھ کر اسلام کی مخالفت میں اس قدر اندھے ہو گئے ہیں کہ قرآنِ کریم کی عظمت کا ردّ تو کر نہیں سکتے اس لیے دل کی تسکین کے لیے قرآنِ کریم کے نسخوں کو جلا کر اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں جس طرح سویڈن میں یہ واقعات ہو رہے ہیں۔ سکینڈے نیوین ملکوں میں ہوتے رہے ہیں۔ پچھلے دنوں بھی ہوا۔

اگر مسلمان زمانے کے امام کو مان لیں اور قرآنِ کریم کی تعلیم کو سمجھتے ہوئے اس پر عمل کریں تو غیر مسلموں کو کبھی اس طرح قرآن کریم کی توہین کی جرأت نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہی ان لوگوں کو عقل دے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ

قرآنِ کریم ہی صرف اب ہدایت کا ذریعہ ہے

آپؑ فرماتے ہیں: ’’اسلام ایک ایسا بابرکت اور خدا نما مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص سچے طور پر اس کی پابندی اختیار کرے اور ان تعلیموں اور ہدایتوں اور وصیتوں پر کاربند ہو جائے جو خدائے تعالیٰ کے پاک کلام قرآن شریف میں مندرج ہیں تو وہ اسی جہان میں خدا کو دیکھ لے گا۔‘‘

لوگ سوال کرتے ہیں کہ خدا کو اگلے جہان میں دیکھنا ہے تو کس طرح دیکھیں گے؟

آپؑ فرماتے ہیں

قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرو تو اسی جہان میں خدا کو دیکھ لو گے۔

’’وہ خدا جو دنیا کی نظر سے ہزاروں پردوں میں ہے اس کی شناخت کے لئے بجز قرآنی تعلیم کے اَور کوئی بھی ذریعہ نہیں۔

قرآن شریف معقولی رنگ میں اور آسمانی نشانوں کے رنگ میں نہایت سہل اور آسان طریق سے خدائے تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔‘‘

اس کی تعلیم پر عمل کرو گے تو نشانات ایسے ظاہر ہوں گے کہ خدا کے وجود کا پتہ لگ جائے گا۔ فرمایا ’’اور اس میں ایک برکت اور قوتِ جاذبہ ہے جو خدا کے طالب کو دمبدم خدا کی طرف کھینچتی اور روشنی اور سکینت اور اطمینان بخشتی ہے اور قرآن شریف پر سچا ایمان لانے والا صرف فلسفیوں کی طرح یہ ظن نہیں رکھتا کہ اس پُر حکمت عالم کا بنانے والا کوئی ہونا چاہئے بلکہ وہ ایک ذاتی بصیرت حاصل کر کے اور ایک پاک رؤیت سے مشرف ہو کر یقین کی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے کہ فی الواقع وہ صانع موجود ہے اور اس پاک کلام کی روشنی حاصل کرنے والا محض خشک معقولیوں کی طرح یہ گمان نہیں رکھتا کہ خدا واحد لاشریک ہے بلکہ صدہا چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ جو اس کا ہاتھ پکڑ کر ظلمت سے نکالتے ہیں واقعی طور پر مشاہدہ کر لیتا ہے کہ درحقیقت ذات اور صفات میں خدا کا کوئی بھی شریک نہیں اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ عملی طور پر دنیا کو دکھا دیتا ہے کہ وہ ایسا ہی خدا کو سمجھتا ہے اور وحدتِ الٰہی کی عظمت ایسی اس کے دل میں سما جاتی ہے کہ وہ الٰہی ارادہ کے آگے تمام دنیا کو ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح بلکہ مطلق لاشے اور سراسر کالعدم سمجھتا ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 25-26)

پھر

قرآن کریم میں علمی اور عملی تکمیل کی ہدایت کا بیان

فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: ’’یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن کریم میں علمی اور عملی تکمیل کی ہدایت ہے۔‘‘ مکمل طور پر علم سے نوازا گیا ہے اور عملی ہدایات دی گئی ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ ’’چنانچہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ (الفاتحہ:6) میں تکمیلِ علمی کی طرف اشارہ ہے۔‘‘ یعنی قرآن کریم ہی وہ مکمل کتاب ہے جس کی تعلیم صحیح راستے پہ راہنمائی کرتی ہے۔ ’’اور تکمیلِ عملی کا بیان صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحہ:7) میں فرمایا کہ جو نتائج اکمل اور اتم ہیں وہ حاصل ہو جائیں۔‘‘ عملی ترقی کے لیے ان لوگوں کے راستے پر چلنے کی دعا ہے جو انعام یافتہ ہیں۔ جن کا گذشتہ جمعہ میں مَیں نے ذکر کیا تھا کہ کون لوگ انعام یافتہ ہیں۔ نبی ہیں، صدیق ہیں، شہید ہیں، صالحین ہیں۔ اور پھر ان کی مثالیں بھی موجود ہیں اور اس زمانے میں بھی ایسے لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں جن کو انعامات سے اللہ تعالیٰ نوازتا ہے۔ فرمایا: ’’جیسے ایک پودا جو لگایا گیا ہے جب تک پورا نشوونما حاصل نہ کرے اس کو پھل پھول نہیں لگ سکتے اسی طرح اگر کسی ہدایت کے اعلیٰ اور اکمل نتائج موجود نہیں ہیں وہ ہدایت مردہ ہدایت ہے جس کے اندر کوئی نشوونما کی قوت اور طاقت نہیں ہے۔ جیسے اگر کسی کو وید کی ہدایت پر پورا عمل کرنے سے کبھی یہ امید نہیں ہو سکتی کہ وہ ہمیشہ کی مکتی یا نجات حاصل کر لے گا اور کیڑے مکوڑے بننے کی حالت سے نکل کر دائمی سرور پالے گا تو اس ہدایت سے کیا حاصل۔ مگر

قرآن شریف ایک ایسی ہدایت ہے کہ اس پر عمل کرنے والا اعلیٰ درجہ کے کمالات حاصل کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے اس کا ایک سچا تعلق پیدا ہونے لگتا ہے۔

یہاں تک کہ اس کے اعمالِ صالحہ جو قرآنی ہدایتوں کے موافق کئے جاتے ہیں وہ ایک شجرِ طیب کی مثال جو قرآن شریف میں دی گئی ہے بڑھتے ہیں اور پھل پھول لاتے ہیں۔ ایک خاص قسم کی حلاوت اور ذائقہ ان میں پیدا ہوتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد1 صفحہ188-189 ایڈیشن 1984ء)

پھر فرماتے ہیں کہ ’’قرآن مجید ایک ایسی پاک کتاب ہے جو اس وقت دنیا میں آئی تھی جبکہ بڑے بڑے فساد پھیلے ہوئے تھے اور بہت سی اعتقادی اور عملی غلطیاں رائج ہو گئی تھیں اور تقریباً سب کے سب لوگ بداعمالیوں اور بدعقیدگیوں میں گرفتار تھے۔ اسی کی طرف اللہ جلّ شانہٗ قرآن مجید میں اشارہ فرماتا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42) یعنی تمام لوگ کیا اہلِ کتاب اور کیا دوسرے سب کے سب بدعقیدگیوں میں مبتلا تھے اور دنیا میں فسادِ عظیم برپا تھا۔ غرض ایسے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے تمام عقائدِ باطلہ کی تردید کے لئے قرآنِ مجید جیسی کامل کتاب ہماری ہدایت کے لئے بھیجی جس میں کل مذاہبِ باطلہ کا رَدّ موجود ہے…اور خاص کر سورہ فاتحہ میں جو پنج وقت ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے اشارہ کے طور پر کل عقائد کا ذکر ہے جیسے فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الفاتحہ:2) یعنی ساری خوبیاں اُس خدا کے لئے سزاوار ہیں جو سارے جہانوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ اَلرَّحْمٰنِ وہ بغیر اعمال کے پیدا کرنے والا ہے اور بغیر کسی عمل کے عنایت کرنے والا ہے۔‘‘ اس کی رحمانیت کام کرتی ہے۔ ’’اَلرَّحِيْمِ اعمال کا پھل دینے والا۔‘‘ جو کام کرو اس کا پھل دیتا ہے، جو دعائیں کرو ان کو قبول کرتا ہے۔ ’’مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (الفاتحہ:4) جزا سزا کے دن کا مالک۔‘‘ اور جزا سزا اس دنیا میں بھی ہے اور اگلے جہان میں بھی۔ فرمایا کہ ’’ان چار صفتوں میں کُل دنیا کے فرقوں کا بیان کیا گیا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد10 صفحہ31-32 ایڈیشن 1984ء)

اب غور سے اگر انسان پانچ وقت نمازوں میں یہ پڑھے تو بڑی معرفت حاصل کر سکتا ہے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ

قرآن ایک معجزہ ہے

آپؑ فرماتے ہیں: ’’معجزہ کی اصل حقیقت یہ ہے کہ معجزہ ایسے امر خارق عادت کو کہتے ہیں کہ فریق مخالف اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز آجائے۔‘‘ کوئی مثال پیش نہ کر سکے۔ ’’خواہ وہ امر بظاہر نظر انسانی طاقتوں کے اندر ہی معلوم ہو جیسا کہ قرآنِ شریف کا معجزہ جو ملک عرب کے تمام باشندوں کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ پس وہ اگرچہ بنظر سرسری انسانی طاقتوں کے اندر معلوم ہوتا تھا لیکن اس کی نظیر پیش کرنے سے عرب کے تمام باشندے عاجز آ گئے۔ پس

معجزہ کی حقیقت سمجھنے کے لئے قرآن شریف کا کلام نہایت روشن مثال ہے

کہ بظاہر وہ بھی ایک کلام ہے جیسا کہ انسان کا کلام ہوتا ہے لیکن وہ اپنی فصیح تقریر کے لحاظ سے اور نہایت لذیذ اور مصفّٰی اور رنگین عبارت کے لحاظ سے جو ہر جگہ حق اور حکمت کی پابندی کا التزام رکھتی ہے اور نیز روشن دلائل کے لحاظ سے جو تمام دنیا کے مخالفانہ دلائل پر غالب آ گئیں اور نیز زبردست پیشگوئیوں کے لحاظ سے ایک ایسا لاجواب معجزہ ہے جو باوجود گذرنے تیرہ سو برس کے اب تک کوئی مخالف اس کا مقابلہ نہیں کر سکا اور نہ کسی کو طاقت ہے جو کر ے۔ قرآن شریف کو تمام دنیا کی کتابوں سے یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ معجزانہ پیشگوئیوں کو بھی معجزانہ عبارات میں جو اعلیٰ درجہ کی بلاغت اور فصاحت سے پُر اور حق اور حکمت سے بھری ہوئی ہیں بیان فرماتا ہے۔ غرض اصلی اور بھاری مقصد معجزہ سے حق اور باطل یا صادق اور کاذب میں ایک امتیاز دکھلانا ہے اور ایسے امتیازی امر کا نام معجزہ یا دوسرے لفظوں میں نشان ہے۔ نشان ایک ایسا ضروری امر ہے کہ اس کے بغیر خدائے تعالیٰ کے وجود پر بھی پورا یقین کرنا ممکن نہیں اور نہ وہ ثمرہ حاصل ہونا ممکن ہے کہ جو پورے یقین سے حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ مذہب کی اصلی سچائی خدا تعالیٰ کی ہستی کی شناخت سے وابستہ ہے۔

سچے مذہب کے ضروری اور اہم لوازم میں سے یہ امر ہے کہ اس میں ایسے نشان پائے جائیں جو خدائے تعالیٰ کی ہستی پر قطعی اور یقینی دلالت کریں اور وہ مذہب اپنے اندر ایسی زبردست طاقت رکھتا ہو جو اپنے پیرو کا خدائے تعالیٰ کے ہاتھ سے ہاتھ ملا دے۔‘‘

ایسا تعلق پیدا کر دے اللہ سے۔ ’’…صرف مصنوعات پر نظر کر کے صانع کی فقط ضرورت ہی محسوس کرنا اور اس کی واقعی ہستی پر اطلاع نہ پانا یہ کامل خدا شناسی کے لئے کافی نہیں ہے۔‘‘ صرف اتنا ہی پتا کرنا کہ کوئی بنانے والا ہے، اتنا ہی کافی نہیں ہے۔

’’اور اسی حد تک ٹھہرنے والے کوئی سچا تعلق خدائے تعالیٰ سے حاصل نہیں کر سکتے اور نہ اپنے نفس کو جذبات نفسانیہ سے پاک کر سکتے ہیں۔‘‘ صرف اتنا علم ہو جانا کہ کوئی ہے، اس سے تو نفس کی صفائی نہیں ہو سکتی، نہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو سکتا ہے۔ ’’اس سے اگر کچھ سمجھا جاتا ہے تو صرف اس قدر کہ اس ترکیب محکم اور ابلغ کا کوئی صانع ہونا چاہیے نہ یہ کہ درحقیقت وہ صانع ہے بھی۔‘‘ یعنی جو بھی کائنات میں اور دنیا میں ہمیں نظر آتا ہے اس کا کوئی بنانے والا بھی ہے۔ یہ اصل علم بھی ہونا چاہیے۔ اور

جب اس کا علم ہو کہ کون ہے وہ؟ اور جس خدا کی ہم عبادت کرتے ہیں وہ ہے وہ خدا تو پھر حقیقی تعلق بھی پیدا ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی طرف توجہ بھی پیدا ہوتی ہے۔ پھر انسان اپنے نفس کی اصلاح کی طرف بھی توجہ کرتا ہے۔

فرمایا: ’’اور ظاہر ہے کہ صرف ضرورت کو محسوس کرنا ایک قیاس ہے جو رؤیت کا قائم مقام نہیں ہو سکتا اور نہ رؤیت کے پاک نتائج اس سے پیدا ہو سکتے ہیں۔‘‘ کسی کو قیاس کرنا اور دیکھنے میں بڑا فرق ہے۔ ’’پس جو مذہب انسان کی خدا شناسی کو صرف ’ہونا چاہئے‘ کے ناقص مرحلہ تک چھوڑتا ہے وہ اس کی عملی حالت کا چارہ گر نہیں ہے۔ پس درحقیقت ایسا مذہب ایک مردہ مذہب ہے جس سے کسی پاک تبدیلی کی توقع رکھنا ایک طمع خام ہے۔ ظاہر ہے کہ محض عقلی دلائل مذہب کی سچائی کے لئے کامل شہادت نہیں ہو سکتے اور یہ ایسی مہر نہیں ہے

کہ کوئی جعلساز اس کے بنانے پر قادر نہ ہو بلکہ یہ تو عقل کے چشمۂ عام کی ایک گداگری متصور ہوسکتی ہے۔‘‘ صرف عقلی دلیلیں تو دی جاسکتی ہیں یا عقل سے کوئی بہت بڑی باتیں بھی کرسکتا ہے لیکن اتنا ہی کافی نہیں ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو انسان نہ جانے اور ان سے استفادہ نہ کرے۔

فرمایا: ’’پھر اس بات کا کون فیصلہ کرے کہ عقلی باتیں جو ایک کتاب نے لکھیں درحقیقت وہ الہامی ہیں یا کسی اَور کتاب سے چرا کر لکھی گئی ہیں۔ اور اگر فرض بھی کرلیں کہ وہ چرائی ہوئی نہیں ہیں تو پھر بھی ہستی باری تعالیٰ پر وہ کب دلیل قاطع ہوسکتی ہیں اور کب کسی طالبِ حق کا نفس اس بات پر پوری تسلی پا سکتا ہے کہ فقط وہی عقلی باتیں یقینی طور پر آیت خدا نما ہیں اور کب یہ اطمینان بھی ہوسکتا ہے کہ وہ باتیں بکلی غلطی سے مبرا ہیں۔‘‘ یعنی وہ ایسے نشانات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والے ہیں یا ہر قسم کی غلطی سے پاک ہیں۔ ’’پس اگر ایک مذہب صرف چند باتوں کو عقل یا فلسفہ کی طرف منسوب کرکے اپنی سچائی کی وجہ بیان کرتا ہے اور آسمانی نشانوں اور خارق عادت امور کے دکھلانے سے قاصر ہے تو ایسے مذہب کا پیرو فریب خوردہ یا فریب دہندہ ہے اور وہ تاریکی میں مرے گا۔ غرض محض عقلی دلائل سے تو خدائے تعالیٰ کا وجود بھی یقینی طور پر ثابت نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ کسی مذہب کی سچائی اس سے ثابت ہوجائے اور جب تک ایک مذہب اس بات کا ذمہ وار نہ ہو کہ وہ خدا کی ہستی کو یقینی طور پر ثابت کرکے دکھلائے تب تک وہ مذہب کچھ چیز نہیں ہے اور بدقسمت ہے وہ انسان جو ایسے مذہب پر فریفتہ ہو۔ ہر ایک وہ مذہب لعنت کا داغ اپنی پیشانی پر رکھتا ہے جو انسان کی معرفت کو اس مرحلہ تک نہیں پہنچا سکتا جس سے گویا وہ خدا کو دیکھ لے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد21 صفحہ 59 تا61)

پس یہ ہے وہ مقام جس کو حاصل کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔

خدا کو پہچانیں۔ نشانوں سے پہچانیں۔ ذاتی تعلق سے پہچانیں صرف عقلی دلائل نہیں اور پھر جو حقیقت ہے اللہ تعالیٰ کی وہ حقیقت انسان پہ کھلتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں ایسی مثالیں ہیں کہ غیر مذہب بلکہ لامذہب اور خدا کو نہ ماننے والوں کو بھی خدا کے وجود کا یقین دلایا گیا۔ عقلی دلائل دیے گئے اور پھر جب نشان دکھائے گئے اور واقعات بیان کیے گئے تو انہوں نے مذہب کو بھی مانا اور اسلام کو بھی مانا۔ یہاں مغرب میں بھی ایسے لوگ ہیں۔

مثلاً بیلجیم کے ایک بیلجین دوست تھے۔ دہریہ تھے۔ انڈونیشین اوریجن کے تھے پھر بیلجیم آ گئے اور وہیں کے ہو گئے۔ انہوں نے بیعت کی اور مجھے خود انہوں نے بتایا کہ

میں نے جب خدا تعالیٰ کے وجود کو تسلیم کرلیا نہ صرف عقل سے بلکہ واقعاتی دلائل سے اور نشانات سے تو پھر میرے لیے اَور کوئی چارہ نہ تھا کہ میں احمدیت اور حقیقی اسلام کو تسلیم کروں

اور کہتے ہیں یہ راستہ کیونکہ مجھے احمدیت نے دکھایا تھا اس لیے میں احمدی مسلمان ہوا۔

پھر

قرآن کریم دعویٰ کرتا ہے کہ یہ متقیوں کے لیے ہدایت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’ان آیات میں جو معرفت کا نکتہ مخفی ہے وہ یہ ہے کہ ... خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ الٓمٓ۔ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ (البقرۃ:2-3) یعنی یہ وہ کتاب ہے جو خدا تعالیٰ کے علم سے ظہور پذیر ہوئی ہے اور چونکہ اس کا علم جہل اور نسیان سے پاک ہے۔‘‘ جہالت اور بھول چوک سے پاک ہے ’’اس لئے یہ کتاب ہر ایک شک و شبہ سے خالی ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ کا علم انسانوں کی تکمیل کے لئے اپنے اندر ایک کامل طاقت رکھتا ہے اس لئے یہ کتاب متقین کے لئے ایک کامل ہدایت ہے۔ اور ان کو اس مقام تک پہنچاتی ہے جو انسانی فطرت کی ترقیات کے لئے آخری مقام ہے۔ اور‘‘ پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ متقی کون ہیں جن کو ہدایت فرماتا ہے، فرماتے ہیں: ’’خدا ان آیات میں فرماتا ہے کہ

متقی وہ ہیں کہ جو پوشیدہ خدا پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے کچھ خدا کی راہ میں دیتے ہیں اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں وہی ہدایت کے سر پر ہیں اور وہی نجات پائیں گے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 136-137)

یہ متقی کی تعریف ہے۔

پھر

قرآن بطور دین کامل ہونے کے

بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’یہ امر ثابت شدہ ہے کہ قرآن شریف نے دین کے کامل کرنے کا حق ادا کر دیا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔ اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا (المائدۃ:4) یعنی آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور میں اسلام کو تمہارا دین مقرر کرکے خوش ہوا۔ سو قرآن شریف کے بعد کسی کتاب کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ جس قدر انسان کی حاجت تھی وہ سب کچھ قرآن شریف بیان کر چکا اب صرف مکالماتِ الٰہیہ کا دروازہ کھلا ہے اور وہ بھی خود بخود نہیں بلکہ سچے اور پاک مکالمات جو صریح اور کھلے طور پر نصرت الٰہی کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں اور بہت سے امور غیبیہ پر مشتمل ہوتے ہیں وہ بعد تزکیہ نفس محض پیروی قرآنِ شریف اور اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتے ہیں۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد23 صفحہ 80)

افسوس کہ ہمارے مخالفین یہ معرفت کی باتیں سننا نہیں چاہتے اور ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ ہم نے قرآن کریم میں تحریف کر دی۔

قرآن کریم کے بطور طب روحانی کے بارے میں

آپؑ اپنی تصنیف چشمہ معرفت میں فرماتے ہیں کہ ’’قرآن شریف ایک ایسی پُرحکمت کتاب ہے جس نے طبِ روحانی کے قواعدِ کلیہ کو یعنی دین کے اصول کو جو دراصل طبِ روحانی ہے طبِ جسمانی کے قواعد کلیہ کے ساتھ تطبیق دی ہے۔‘‘ اس کے مطابق ٹھہرایا ہے۔ ’’اور یہ تطبیق ایک ایسی لطیف ہے جو صدہا معارف اور حقائق کے کھلنے کا دروازہ ہے اور سچی اور کامل تفسیر قرآن شریف کی وہی شخص کرسکتا ہے جو طبِ جسمانی کے قواعد کلیہ پیش نظر رکھ کر قرآن شریف کے بیان کردہ قواعد میں نظر ڈالتا ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’ایک دفعہ مجھے بعض محقق اور حاذق طبیبوں کی بعض کتابیں کشفی رنگ میں دکھلائی گئیں۔‘‘ اللہ تعالیٰ نے خود راہنمائی فرمائی۔ بعض طبیبوں کی کشفی رنگ میں کتابیں دکھلائی گئیں ’’جو طبِ جسمانی کے قواعد کلیہ اور اصول علمیہ اور ستّہ ضروریہ وغیرہ کی بحث پر مشتمل اور متضمن تھیں۔‘‘ اس تعلق میں تھیں ’’جن میں طبیب حاذق قرشی کی کتاب بھی تھی۔‘‘ ان میں سے ایک کتاب قرشی جو حکیم ہیں ان کی بھی تھی ’’اور اشارہ کیا گیا کہ یہی تفسیر قرآن ہے اس سے معلوم ہوا کہ عِلم الابدان اور عِلم الادیان میں نہایت گہرے اور عمیق تعلقات ہیں اور ایک دوسرے کے مصدق ہیں اور جب میں نے ان کتابوں کو پیش نظر رکھ کر جو طب جسمانی کی کتابیں تھیں قرآنِ شریف پر نظر ڈالی تو وہ عمیق در عمیق طبِ جسمانی کے قواعد کلیہ کی باتیں نہایت بلیغ پیرایہ میں قرآن شریف میں موجود پائیں۔‘‘

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد23 صفحہ 102-103)

یعنی

جسمانی اور روحانی علاج کے لیے بھی قرآن کریم سے ہی صحیح مدد ملتی ہے اور

اس میں غور کرنے کے لیے، معرفت حاصل کرنے کے لیے زمانے کے امام کی باتوں کو سننے کی ضرورت ہے، اس کے لٹریچر کو پڑھنے کی ضرورت ہے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ

تعلق باللہ کا اصل ذریعہ قرآن کریم ہی ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں: ’’یاد رہے کہ انسان اُس خدائے غیب الغیب کو ہرگز اپنی قوت سے شناخت نہیں کر سکتا جب تک وہ خود اپنے تئیں اپنے نشانوں سے شناخت نہ کراوے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہرگز پیدا نہیں ہوسکتا جب تک وہ تعلق خاص خدا تعالیٰ کے ذریعہ سے پیدا نہ ہو اور نفسانی آلائشیں ہرگز نفس میں سے نکل نہیں سکتیں جب تک خدائے قادر کی طرف سے ایک روشنی دل میں داخل نہ ہو اور دیکھو کہ میں اس شہادتِ رویت کو پیش کرتا ہوں کہ وہ تعلق محض قرآن کریم کی پیروی سے حاصل ہوتا ہے دوسری کتابوں میں اب کوئی زندگی کی روح نہیں اور

آسمان کے نیچے صرف ایک ہی کتاب ہے جو اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھلاتی ہے یعنی قرآن شریف۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 2)

پس قرآن کریم کے حکموں پر عمل کرنے سے خدا تعالیٰ کا چہرہ دیکھا جا سکتا ہے۔

ہم احمدیوں کے لیے بھی یہ غور کا مقام ہے۔ ہم میں کتنے ہیں جو قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں، غور سے دیکھتے ہیں، پڑھتے ہیں۔ اس کے لیے ہمیں بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بھی دے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’ہمارا اور ان راستبازوں کا جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں یہ چشم دید واقعہ اور ذاتی تجربہ ہے کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی میں جو اخلاص اور صدق قدم سے ہو یہ خاصیت ہے کہ آہستہ آہستہ خدائے واحد لاشریک کی محبت دل میں بیٹھتی جاتی ہے اور کلام الٰہی کی روحانی طاقت انسانی روح کو ایک نور بخشتی ہے جس سے اس کی آنکھ کھلتی ہے اور انجام کار عالم ثانی کے عجائبات اس کو دکھائی دیتے ہیں۔ پس اس دن سے اس کو علم الیقین کے طور پر پتہ لگتا ہے کہ خدا ہے اور پھر وہ یقین ترقی کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ علم الیقین سے عین الیقین تک پہنچتا ہے اور پھر عین الیقین سے حق الیقین تک پہنچ جاتا ہے۔ جو شخص قرآنِ شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے پہلے اس کو کوئی تزکیہ نفس حاصل نہیں ہوتا اور کئی قسم کے گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے پھر خدا کی رحمت اس کی دستگیری کرتی ہے اور خارق عادت طریقوں سے اس کے ایمان کو قوت دی جاتی ہے اور جیسا کہ قرآن شریف میں وعدہ ہے کہ لَهُمُ الۡبُشۡرٰی فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا (یونس:65) یعنی ایمانداروں کو خدا کی طرف سے بشارتیں ملتی رہتی ہیں۔ ایسا ہی وہ بھی اپنی ذات کے متعلق کئی قسم کی بشارتیں پاتا رہتا ہے اور جیسے جیسے بذریعہ ان بشارتوں کے اس کا ایمان قوی ہوتا جاتا ہے ویسے ویسے وہ گناہ سے پرہیز کرتا اور نیکیوں کی طرف حرکت کرتا ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 423-424)

اسلام کی برتری پر ایک مضمون میں جو آریہ سماج کے جلسہ میں پڑھا گیا تھا اس میں

قرآن شریف کی امتیازی خصوصیات

کا ذکر فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’وہ امتیازی نشان کہ جو الہامی کتاب کی شناخت کے لئے عقل سلیم نے قرار دیا ہے وہ صرف خدا تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن شریف میں پایا جاتا ہے اور اس زمانہ میں وہ تمام خوبیاں جو خدا کی کتاب میں امتیازی نشان کے طور پر ہونی چاہئیں دوسری کتابوں میں قطعاً مفقود ہیں ممکن ہے کہ ان میں وہ خوبیاں پہلے زمانہ میں ہوں گی مگر اب نہیں ہیں اور گو ہم ایک دلیل سے جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں ان کو الہامی کتابیں سمجھتے ہیں مگر وہ گو الہامی ہوں لیکن اپنی موجودہ حالت کے لحاظ سے بالکل بے سود ہیں اور اس شاہی قلعہ کی طرح ہیں جو خالی اور ویران پڑا ہے اور دولت اور فوجی طاقت سب اس میں سے کوچ کر گئی ہے۔‘‘

پھر امتیازی خوبیوں کا مزید ذکر فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’اب میں

قرآن شریف کی امتیازی خوبیاں

جو انسانوں کی طاقت سے برتر ہیں ذیل میں بیان کرتا ہوں۔‘‘ فرمایا: ’’اوّل یہ کہ

اس میں ایک زبردست طاقت ہے جو اپنے پیروی کرنے والوں کو ظنی معرفت سے یقینی معرفت تک پہنچا دیتی ہے۔‘‘

صرف ظن نہیں ہوتا بلکہ یقین ہوتا ہے اور یقینی معرفت پیدا ہو جاتی ہے۔ ’’اور وہ یہ کہ جب ایک انسان کامل طور پر اس کی پیروی کرتا ہے تو خدائی طاقت کے نمونے معجزہ کے رنگ میں اس کو دکھائے جاتے ہیں اور خدا اس سے کلام کرتا ہے اور اپنے کلام کے ذریعہ سے غیبی امور پر اس کو اطلاع دیتا ہے اور

میں اِن قرآنی برکات کو قصہ کے طور پر بیان نہیں کرتا بلکہ میں وہ معجزات پیش کرتا ہوں کہ جو مجھ کو خود دکھائے گئے ہیں۔ وہ تمام معجزات ایک لاکھ کے قریب ہیں بلکہ غالباً وہ ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہیں

خدا نے قرآن شریف میں فرمایا تھا کہ جو شخص میرے اس کلام کی پیروی کرے وہ نہ صرف اس کتاب کے معجزات پر ایمان لائے گا بلکہ اس کو بھی معجزات دیئے جائیں گے۔ سو میں نے بذاتِ خود وہ معجزات خدا کے کلام کی تاثیر سے پائے جو انسانوں کی طاقت سے بلند اور محض خدا کا فعل ہیں۔ وہ زلزلے جو زمین پر آئے اور وہ طاعون جو دنیا کو کھا رہی ہے وہ انہیں معجزات میں سے ہیں جو مجھ کو دیئے گئے۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 402 - 403)

فرمایا کہ یہ معجزات میرے نہیں بلکہ قرآن شریف کے ہیں کیونکہ ہم اُسی کی طاقت اور اسی کی عطا کردہ روح سے یہ کام کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں:

’’غرض قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دیئے جاتے ہیں اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

چنانچہ میں یہی دعویٰ رکھتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ اگر دنیا کے تمام مخالف کیا مشرق کے اور کیا مغرب کے ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور نشانوں اور خوارق میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اور توفیق سے سب پر غالب رہوں گا اور یہ غلبہ اس وجہ سے نہیں ہوگا کہ میری روح میں کچھ زیادہ طاقت ہے بلکہ اس وجہ سے ہوگا کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس کے کلام قرآن شریف کی زبردست طاقت اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی قوت اور اعلیٰ مرتبت کا میں ثبوت دوں اور

اُس نے محض اپنے فضل سے نہ میرے کسی ہنر سے مجھے یہ توفیق دی ہے کہ میں اس کے عظیم الشان نبی اور اس کے قوی الطاقت کلام کی پیروی کرتا ہوں اور اس سے محبت رکھتا ہوں اور وہ خدا کا کلام جس کا نام قرآن شریف ہے جو ربانی طاقتوں کا مظہر ہے میں اس پر ایمان لاتا ہوں

اور قرآن شریف کا یہ وعدہ ہے کہ لَهُمُ الۡبُشۡرٰی فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا (یونس:65) اور یہ وعدہ ہے کہ اَیَّدَهُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡهُ (المجادلۃ:23) اور یہ وعدہ ہے کہ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ فُرۡقَانًا (الانفال:30) اس وعدہ کے موافق خدا نے یہ سب مجھے عنایت کیا ہے اور ترجمہ اِن آیات کا یہ ہے کہ جو لوگ قرآن شریف پر ایمان لائیں گے ان کو مبشر خوابیں اور الہام دیئے جائیں گے یعنی بکثرت دیئے جائیں گے ورنہ شاذ و نادر کے طور پر کسی دوسرے کو بھی کوئی سچی خواب آسکتی ہے مگر ایک قطرہ کو ایک دریا کے ساتھ کچھ نسبت نہیں اور ایک پیسہ کو ایک خزانہ سے

کچھ مشابہت نہیں اور پھر فرمایا کہ کامل پیروی کرنے والے کی روح القدس سے تائید کی جائے گی یعنی ان کے فہم اور عقل کو غیب سے ایک روشنی ملے گی اور ان کی کشفی حالت نہایت صفائی کی جائے گی اور ان کے کلام اور کام میں تاثیر رکھی جائے گی اور ان کے ایمان نہایت مضبوط کئے جائیں گے اور پھر فرمایا کہ خدا ان میں اور ان کے غیر میں ایک فرق بیّن رکھ دے گا یعنی بمقابل ان کے باریک معارف کے جو اُن کو دیئے جائیں گے اور بمقابل ان کی کرامات اور خوارق کے جو ان کو عطا ہوں گی دوسری تمام قومیں عاجز رہیں گی۔" فرمایا "چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قدیم سے خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوتا چلا آتا ہے اور اس زمانہ میں ہم خود اس کے شاہدِ رویت ہیں۔"

کاش! کچھ مسلمان بھی اس کو سمجھیں اور ہمیں بھی اس کا صحیح ادراک حاصل ہو کہ

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نشانات کے ساتھ بھیجا ہے اور ان نشانات کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ اور جو بھی اللہ تعالیٰ کے کلام کی صحیح طرح پیروی کرے اللہ تعالیٰ اس کو بھی کچھ نہ کچھ اس کا مزا چکھاتا رہتا ہے۔

پھر فرمایا: "یہ تو ہم نے قرآن شریف کی اس زبردست طاقت کا بیان کیا ہے جو اپنے پیروی کرنے والوں پر اثر ڈالتی ہے لیکن وہ دوسرے معجزات سے بھی بھرا ہوا ہے۔ اس نے اسلام کی ترقی اور شوکت اور فتح کی اُس وقت خبر دی تھی جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے جنگلوں میں اکیلے پھرا کرتے تھے اور ان کے ساتھ بجز چند غریب اور ضعیف مسلمانوں کے اور کوئی نہ تھا اور جب قیصر روم ایرانیوں کی لڑائی سے مغلوب ہوگیا اور ایران کے کسریٰ نے اس کے ملک کا ایک بڑا حصہ دبا لیا تب بھی قرآن شریف نے بطور پیشگوئی کے یہ خبر دی کہ نو برس کے اندر پھر قیصر روم فتحیاب ہو جائے گا اور ایران کو شکست دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ ایسا ہی شق القمر کا عالی شان معجزہ جو خدائی ہاتھ کو دکھلا رہا ہے۔ قرآن شریف میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہوگیا اور کفار نے اِس معجزہ کو دیکھا۔" (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 409 تا 411) یہ سب تفصیل آپؑ کی کتاب چشمہ معرفت میں موجود ہے۔ مختصر میں نے بیان کیا ہے۔

پھر چشمہ معرفت میں ہی اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ

قرآن کے قصے دراصل پیشگوئیاں ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں: "جس قدر قرآن شریف میں قصے ہیں وہ بھی درحقیقت قصے نہیں بلکہ وہ پیشگوئیاں ہیں جو قصوں کے رنگ میں لکھی گئی ہیں۔ ہاں وہ توریت میں تو ضرور صرف قصے پائے جاتے ہیں مگر قرآن شریف نے ہر ایک قصہ کو رسول کریم کے لئے اور اسلام کے لئے ایک پیشگوئی قرار دے دیا ہے اور یہ قصوں کی پیشگوئیاں بھی کمال صفائی سے پوری ہوئی ہیں۔ غرض قرآن شریف معارف و حقائق کا ایک دریا ہے اور پیشگوئیوں کا ایک سمندر ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی انسان بجز ذریعہ قرآن شریف کے پورے طور پر خدا تعالیٰ پر یقین لاسکے کیونکہ یہ خاصیت خاص طور پر قرآن شریف میں ہی ہے کہ اس کی کامل پیروی سے وہ پردے جو خدا میں اور انسان میں حائل ہیں سب دُور ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک مذہب والا محض قصہ کے طور پر خدا کا نام لیتا ہے مگر قرآن شریف اس محبوبِ حقیقی کا چہرہ دکھلا دیتا ہے اور یقین کا نور انسان کے دل میں داخل کر دیتا ہے اور

وہ خدا جو تمام دنیا پر پوشیدہ ہے وہ محض قرآن شریف کے ذریعہ سے دکھائی دیتا ہے۔"

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 271-272)

بشرطیکہ حقیقی طور پر قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کیا جائے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ قصے اور دوسرا احکام۔ فرماتے ہیں: "قرآن کریم کے دو حصے ہیں۔ کوئی بات قصہ کے رنگ میں ہوتی ہے اور بعض احکام ہدایت کے رنگ میں ہوتے ہیں... جو لوگ قصص اور ہدایات میں تمیز نہیں کرتے ان کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور قرآن کریم میں اختلاف ثابت کرنے کے موجب ہوتے ہیں اور گویا اپنی عملی صورت میں قرآن کریم کو ہاتھ سے دے بیٹھتے ہیں کیونکہ قرآن شریف کی نسبت تو خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا (النساء:83)" کہ اگر وہ اللہ کے سوا کسی اَور کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پایا جاتا۔ فرماتے ہیں کہ "اور عدم اختلاف اس کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ٹھہرائی گئی ہے" کہ اختلاف نہیں ہے اس لیے یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ "لیکن یہ ناعاقبت اندیش قصص اور ہدایات میں تمیز نہ کرنے کی وجہ سے اختلاف پیدا کر کے اس کو مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ ٹھیراتے ہیں۔ افسوس ان کی دانش پر!!!"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 83 ایڈیشن 1984ء)

جیسا کہ بیان ہوا تھا قصص پیشگوئیوں کے رنگ رکھتے ہیں اور جو دوسرے احکامات ہیں۔ ان کو اگر ملا کے بعض لوگ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ غلط فہمی میں پڑ جاتے ہیں۔ خود عرفان نہیں ان کو سمجھنے کا اور جو تفسیر کی جائے اس پر تحریف کا الزام لگا دیتے ہیں۔

قرآن کریم کی تعلیم کی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کا ذکر

کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

"قرآن شریف کی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں میں سے اس کی تعلیم بھی ہے کیونکہ وہ انسانی فطرت اور انسانی مصالح کے سراسر مطابق ہے۔ مثلاً توریت کی یہ تعلیم ہے کہ دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ اور انجیل یہ کہتی ہے کہ بدی کا ہرگز مقابلہ نہ کر بلکہ اگر کوئی تیری دائیں گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی پھیر دے مگر قرآن شریف کہتا ہے کہ جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (الشوریٰ:41) یعنی بدی کا بدلہ تو اسی قدر بدی ہے لیکن جو شخص اپنے قصوروار کا گناہ بخشے اور اس گناہ کے بخشنے میں وہ شخص جس نے گناہ کیا ہے اصلاح پذیر ہو سکے اور آئندہ اپنی بدی سے باز آسکے تو معاف کرنا بدلہ لینے سے بہتر ہوگا ورنہ سزا دینا بہتر ہوگا۔ کیونکہ طبائع مختلف ہیں بعض ایسی ہی ہیں کہ گناہ معاف کرنے سے پھر اس گناہ کا نام نہیں لیتے اور باز آ جاتے ہیں ہاں بعض ایسے بھی ہیں کہ قید سے بھی رہائی پاکر پھر وہی گناہ کرتے ہیں۔ سو چونکہ انسانوں کی طبیعتیں مختلف ہیں اس لئے یہی تعلیم ان کے مناسب حال ہے جو قرآن شریف نے پیش کی ہے اور انجیل اور توریت کی تعلیم ہرگز کامل نہیں ہے بلکہ وہ تعلیم انسانی درخت کی شاخوں میں سے صرف ایک شاخ سے تعلق رکھتی ہے اور وہ دونوں تعلیمیں اس قانون کے مشابہ ہیں جو مختص القوم یا مختص المقام ہو مگر قرآنی تعلیم تمام طبائع انسانیہ کا لحاظ رکھتی ہے۔"

یہ مثال میں نے پہلے پچھلے جمعہ بھی بیان کی تھی لیکن اَور پہلو سے کی تھی۔ اب قرآن کریم کے اوصاف کے لحاظ سے یہ مثال پیش کی جا رہی ہے۔

پھر فرمایا کہ "انجیل کا حکم ہے۔" اس حوالے سے پھر ایک اَور دوسری مثال دیتے ہیں۔ صرف یہی مثال نہیں ہے اور مثالیں بھی دیتے ہیں مثلاً فرمایا کہ انجیل کا ایک حکم ہے" کہ تُو غیر عورت کو شہوت کی نظر سے مت دیکھ مگر قرآن شریف کہتا ہے کہ تو ہرگز نہ دیکھ۔" عورتوں کو نہ دیکھو۔ "نہ شہوت کی نظر سے نہ بے شہوت کہ یہ کبھی نہ کبھی تیرے لئے ٹھوکر کا باعث ہوگا۔" یہ کہہ دیتے ہیں جی ہم تو بڑی پاک نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ پاک نظر سے بھی نہیں دیکھنا کیونکہ تمہارے لیے ٹھوکر کا باعث ہوگا "بلکہ ضرورت کے وقت خوابیدہ چشم سے (نہ نظر پھاڑ کر) رفع ضرورت کرنا چاہئے۔" یعنی اگر ضرورت پڑے بھی تو پھر آدھ کھلی، نیم وَا آنکھوں سے دیکھو تا کہ پوری طرح نظر نہ آئے۔ اور اگر دیکھنے کی ضرورت ہے بھی تو اپنی نظریں پھاڑ پھاڑ کے نہ دیکھو۔ پھر فرمایا "اور انجیل کہتی ہے کہ اپنی بیوی کو بجز زنا کے ہرگز طلاق نہ دے مگر قرآن شریف اس بات کی مصلحت دیکھتا ہے کہ طلاق صرف زنا سے مخصوص نہیں بلکہ اگر مرد اور عورت میں باہم دشمنی پیدا ہو جاوے اور موافقت نہ رہے یا مثلاً اندیشۂ جان ہو یا اگرچہ عورت زانیہ نہیں مگر زنا کے مقدمات اس سے صادر ہوتے ہیں اور غیر مردوں کو ملتی ہے تو ان تمام صورتوں میں خاوند کی رائے پر حصر رکھا گیا ہے کہ اگر وہ مناسب دیکھے تو چھوڑ دے۔ مگر پھر بھی تاکید ہے اور نہایت سخت تاکید ہے۔" یہ آرام سے طلاق نہیں دے دینا۔ فرمایا: "تاکید ہے اور نہایت سخت تاکید ہے کہ طلاق دینے میں جلدی نہ کرے۔" یہاں اس بات کا بھی جواب مل گیا کہ مرد کو طلاق کا کلّی اختیار ہے۔ بعض مردوں کا یہ خیال ہے اور وہ استعمال کرجاتے ہیں اور

بقیہ صفحہ 11 پر

مترجم: ابو سلطان

ڈائری عابد خان سے ایک ورق

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

4/ مئی 2016ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور آپ کا قافلہ Scandinavian ممالک (ڈنمارک اور سویڈن) کے 19 روزہ دورے پر روانہ ہوا۔

Copenhagen میں آمد اور حضور انور کی اپنی اہلیہ کے لیے فکرمندی

جب ہم جہاز سے اترے تو حضور انور کو محترم امیر صاحب ڈنمارک مکرم محمد ذکریا صاحب اور چند ایئر پورٹ اسٹاف کے ممبران نے خوش آمدید کہا۔ حضور انور کو آگاہ کیا گیا کہ قافلہ کو امیگریشن سے گزرنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ بھی کہ حضور انور اور قافلہ ممبران کی گاڑیاں تیار ہیں اور قریب ہی حضور کی منتظر ہیں۔ تاہم ان گاڑیوں تک پہنچنے کے لیے ضروری تھا کہ بہت سی سیڑھیوں سے اترا جائے۔ جیسا کہ میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ حضور انور کی خالہ سبوحی کے لیے محبت مثالی ہے اور ان سیڑھیوں کو دیکھنے پر حضور انور نے خود ائیر پورٹ کے اسٹاف سے استفسار فرمایا کہ کیا لفٹ کی سہولت ہے؟ کیونکہ خالہ سبوحی کو لمبے عرصے سے گھٹنوں کی درد کی شکایت ہے۔ افسوس کہ لفٹ کچھ دور تھی اس لیے خالہ سبوحی کو نہایت حوصلے اور صبر سے چل کر سیڑھیاں اترنی پڑیں اور حضور انور آپ کے پیچھے چلتے رہے۔

ادائیگی نماز اور معائنہ

چند منٹوں کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ سے چند میٹر کی مسافت طے کر کے مسجد تشریف لائے اور ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے ادا فرمائیں۔ نمازیں ادا کرنے کے بعد حضور انور نے اس عمارت کے معائنے کی ہدایت فرمائی تا کہ گزشتہ دورے کے بعد ہونے والی تبدیلیوں اور مزید کاموں کا جائزہ لے سکیں۔

حضور انور کو تہہ خانے کا ایک ہال بھی دکھایا گیا جہاں مسجد میں نمازیوں کی گنجائش پوری ہونے پر نماز ادا کی جا سکتی تھی۔ اس کمرے (ہال) کو دیکھنے پر حضور انور نے استفسار فرمایا کہ کیا ہال میں موجود لوگ امام سے آگے کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں امیر صاحب نے بتایا کہ صرف ہال کا پچھلا حصہ مسجد کی گنجائش سے زائد نمازیوں کی نماز ادا کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے تا کہ کوئی نمازی امام سے آگے کھڑا ہو کر نماز ادا نہ کرے۔ انہوں نے ایک چھوٹے سے نشان کی طرف اشارہ کیا جو pen کے ساتھ دیوار پر لگایا گیا تھا جو ان کے کہنے کے مطابق حد تھی کہ لوگ یہاں سے آگے نماز ادا نہیں کر سکتے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا یہ تو بہت چھوٹا سا نشان ہے اور بہت سے لوگ تو اس کو دیکھ بھی نہیں سکیں گے۔ اس لئے آپ کو اس جگہ سے آگے ایک ظاہری روک بنانی چاہیے تا کہ کسی وقت بھی کوئی بھی شخص امام کے آگے نماز ادا نہ کرے۔ یہ روک ایک سال تک رہنی چاہیے کیونکہ احباب جماعت کو اس حد کو یاد رکھنے کے لیے اتنا عرصہ تو ضرور درکار ہوگا۔

یہ ایک اور مثال تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح کس طرح احباب جماعت کی جملہ امور میں رہنمائی فرماتے ہیں اور یہ بھی کہ آپ کی کس قدر توجہ اس امر پر ہوتی ہے کہ ہماری جماعت کا ہر عمل اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہو۔

مہمان نوازی کے متعلق حضور انور کی راہنمائی

بعد ازاں حضور انور کو اس عمارت کے دیگر کمرے دکھائے گئے۔

جب حضور انور کو ایک معین کمرہ دکھایا گیا تو ہالینڈ جماعت کے ایک ممبر نے بتایا کہ عام طور پر یہ کمرہ بطور دفتر استعمال ہوتا ہے لیکن ان دنوں ایم ٹی اے (لندن) کی رہائش کے لیے استعمال ہو رہا ہے۔ اس دوست نے اردو کا لفظ ''قبضہ'' استعمال کیا تھا۔ اس کے سنتے ہی حضور انور نے فرمایا۔

''قبضہ تو اس وقت ہوتا ہے جب کوئی بغیر دعوت کے آجائے اور بلا ضرورت آجائے، اس لئے اگر آپ کو ایم ٹی اے کی خدمات نہیں چاہئیں تو میں ان کو گھر بھجوا دیتا ہوں اور آپ میرے خطبہ جمعہ کی transmission کا انتظام اپنے طور پر کر لیں۔ یوں یہ کہنے کی بجائے کہ انہوں نے کمرے پر قبضہ کیا ہوا ہے آپ کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ ان دنوں ایم ٹی اے کے مہمانان اس کمرے کو اپنے کام اور سامان وغیرہ رکھنے کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔''

حضور انور کے تبصرہ سے ایم ٹی اے کی ٹیم کے لیے آپ کی محبت خوب عیاں تھی جو لندن سے حضور انور کے دورہ جات کے دوران آپ کے ہمراہ سفر کرتے ہیں نیز اس تبصرہ سے حقیقی مہمان نوازی کی اہمیت اجاگر ہوئی۔ کسی بھی مہمان کو کبھی بھی ناپسندیدگی کا احساس نہیں دلانا چاہیے یا یہ کہ وہ کسی بھی طرح کا بوجھ ہے۔ یوں حضور انور کا تبصرہ ایک مثال تھا اور سب لوگوں کے لیے سبق آموز تھا۔ حضور انور کبھی ایسی بات کا پرچار نہیں فرماتے جب تک خود اس پر عمل نہ فرمائیں۔ پس کئی احمدی اور غیر احمدی احباب حضور انور کی مہمان نوازی اور اکرام ضیف کے اعلیٰ معیار کی گواہی دے سکتے ہیں۔

حضور انور نے ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ اور آپ کے غلام صادق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیروی کی ہے جو اپنے مہمانان کا اکرام بہترین اور اعلیٰ رنگ میں فرماتے تھے۔ حضور انور کے پُر حکمت الفاظ اور تبصرہ سننے کے بعد اس میزبان کا رویہ یقینی طور پر اپنے تبصرہ پر معذرت خواہانہ تھا۔

اضافی پندرہ منٹ

رات کے کھانے کے بعد حضور انور مسجد تشریف لائے اور نماز مغرب و عشاء کی امامت فرمائی نیز عمارت کے بعض ایسے حصوں کا معائنہ فرمایا جو ابھی تک نہیں دیکھے تھے۔ مثال کے طور پر آپ نے اپنے سیکیورٹی سٹاف کے لیے کئے گئے رہائش کے انتظامات کا جائزہ لیا۔

ایک موقع پر حضور انور نے خاکسار کی طرف دیکھا اور استفسار فرمایا کہ میں کہاں ٹھہرا ہوا ہوں۔ میں نے عرض کی کہ دیگر دفتر کے اسٹاف کے ساتھ میں ایک قریبی ہوٹل میں رہائش پذیر ہوں کیونکہ مسجد میں رہائش کے لیے زیادہ گنجائش نہیں ہے۔ حضور انور نے فوراً استفسار فرمایا کہ کیا وہاں سب کچھ ٹھیک ہے؟ جس پر میں نے عرض کی کہ جی حضور، سب ٹھیک ہے۔

میں ہمیشہ تعجب سے دیکھتا ہوں کہ اس قدر مصروفیت کے باوجود حضور انور کس طرح چھوٹی چھوٹی تفصیلات کے لیے وقت نکال لیتے ہیں اور یہ یقین دہانی کرنے کے لیے بھی کہ آپ کے ساتھ خدمت کرنے والے آرام سے ہیں۔ اپنی رہائش گاہ پر واپسی کے وقت حضور انور نے توقف فرمایا اور استفسار فرمایا کہ فجر کی نماز کتنے بجے ادا ہو گی۔ محترم امیر صاحب نے بتایا کہ نماز فجر کا وقت چار بجے رکھا گیا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ طلوع آفتاب کا معین وقت کیا ہے؟ بتائے جانے پر حضور انور نے فرمایا ''ہم نماز فجر سوا چار پر بھی ادا کر سکتے ہیں بجائے چار بجے کے۔ اس سے لوگوں کو مسجد آ کر نماز ادا کرنے میں آسانی ہو گی۔''

حضور انور کی توجہ ہمیشہ اس طرف رہتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ احمدی احباب مسجد میں آ کر نماز ادا کریں۔ اس لئے طلوع آفتاب کے متعلق استفسار کرنے کے بعد آپ نے اضافی پندرہ منٹ لوگوں کی سہولت کے پیش نظر بڑھا دیے۔ ان اضافی پندرہ منٹ کے حصول پر جو لوگ تہہ دل سے حضور انور کے شکر گزار تھے، ان میں سے ایک میں بھی تھا۔

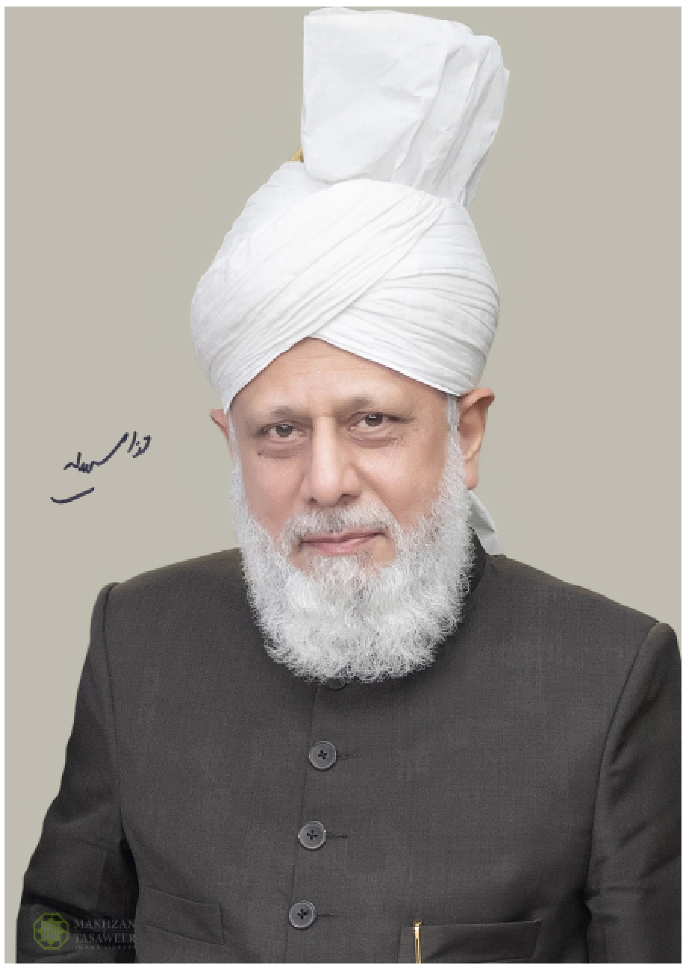

لوکل میئر (صاحبہ) کا حضور انور کو خوش آمدید کہنا

5/ مئی بروز جمعرات لوکل میئر Mrs Helle Adelborg اور دیگر چار لوکل کونسل کے ممبران مسجد تشریف لائے تا کہ حضور انور کو سرکاری طور پر ڈنمارک میں خوش آمدید کہہ سکیں اور خاص طور پر Hvidovre شہر میں جہاں یہ مسجد واقع ہے۔ ایک احمدی کونسلر بھی تھے جن کا نام کاشف احمد ہے۔

میئر صاحبہ کا تبصرہ

اس میٹنگ کے اختتام پر میں، میئر صاحبہ سے ملا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ حضور انور سے کس قدر متاثر ہیں اور وہ خود کو کس قدر خوش قسمت خیال کرتی ہیں کہ انہیں حضور انور کا پیغام سننے کا موقع ملا۔ Mayor Adelborg نے بتایا کہ:

''خلیفہ (المسیح) بہت پُر حکمت اور شفیق وجود ہیں۔ آپ کی مسکراہٹ دل کو موہ لینے والی ہے اور باوجود اس قدر اہم مذہبی شخصیت ہونے کے آپ بہت عاجز ہیں۔ خلیفہ کی ساری گفتگو کا زور اسی بات پر تھا کہ دنیا میں امن قائم ہونا چاہیے۔ مجھے فخر ہے کہ ایسے پُر امن اور عزت مآب مسلمان لیڈر نے ہمارے شہر کا دورہ کیا ہے۔ ہم بہت خوش قسمت ہیں کہ ہمیں یہ موقع ملا اور میں اس دن کو لمبے عرصے تک یاد رکھوں گی۔''

(دورہ حضور انور Scandinavia مئی 2016ء از ڈائری عابد خان)

(باتعاون: مظفرہ ثروت۔ جرمنی)

شیراز احمد

مغربی معاشرے میں احمدی مسلمان کی ذمہ داری

غض بصر

اسلامی معاشرہ اپنی خوبیوں سے کسی بھی شہر یا قصبہ کو فلاحی ریاست میں بدل دیتا ہے۔ اسلامی فلاحی ریاست ایسے شہر یا ملک کو کہتے ہیں جہاں امن و امان ہو، دار العلوم یا جامعات ہوں، زندگی کی بنیادی سہولیات کی یکساں نظام میں تقسیم ہو اور مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو جیسے پانچ وقت با جماعت نماز ادا کرنے کا ایک یہ بھی فائدہ بیان کیا جاتا ہے کہ نماز برائیوں سے روکتی ہے یعنی ایک نماز سے دوسری نماز تک کا وقت مختصر ہوتا ہے جو انسان کی توجہ ذکر الٰہی سے دوسری جانب مبذول ہونے ہی نہیں دیتا پھر اپنے کاروبار کے کاموں سے فرصت سوائے نماز کے ممکن ہی نہیں ہوتی تو ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ نماز برائیوں سے روکتی ہے۔ یہ تو ایک فلاحی اسلامی معاشرے کی مثال ہے۔

دنیا میں مسلمان اور احمدی مسلمان یورپ اور امریکہ جیسے جدید ملکوں میں بھی کثیر تعداد میں رہائش پذیر ہیں۔ یہ جدید اور ترقی یافتہ ممالک اپنے طرز زندگی اور امن و امان کی بہتری کے حوالے سے دنیا کے بہترین رہائشی علاقوں میں شمار ہوتے ہیں۔

یہاں کے کاروباری حالات بھی بہتر اور حکومتی قوانین کے مطابق ایک یکساں نظام تجارت کا پلیٹ فارم مہیا کرتے ہوئے لوگوں کی آمدنی کا ذریعہ ہیں۔

البتہ نظام زندگی میں یہ لوگ اسلامی معاشرے سے مختلف ہیں۔ جیسے اسلامی معاشرے میں نماز ادا کرنے کی غرض سے مرد و خواتین جو لباس پہنتے ہیں وہ جسم کو ڈھانکتا ہے یعنی لباس سارے جسم پر ہوتا ہے۔ اسی طرح خواتین سر کو بھی ڈھانپتی ہیں۔ یہ لباس مغربی یا امریکی ممالک میں دیکھنے کو نہیں ملتا۔ مرد اور خواتین کے لباس تو بہت معقول ہیں جیسے مرد حضرات پینٹ شرٹ پہنتے ہیں، البتہ فیشن یا خاص ملبوسات پہننے کا بھی بہت رواج ہے۔ جو اکثر شوق کے طور پر نوجوان پہنتے ہیں۔

صرف لباس کے فرق کو سامنے رکھتے ہوئے جب ہم معاشرتی مسائل کا جائزہ لیتے ہیں تو مندرجہ ذیل معاشرتی برائیاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔

1۔ غض بصر کا نہ ہونا

’’اسلامی پردہ کی یہی فلاسفی اور یہی ہدایت شرعی ہے۔ خدا کی کتاب میں پردہ سے یہ مراد نہیں کہ فقط عورتوں کو قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے۔ یہ ان نادانوں کا خیال ہے جن کو اسلامی طریقہ کی خبر نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ عورت مرد دونوں کو آزاد نظر اندازی اور اپنی زینتوں کے دکھانے سے روکا جائے کیونکہ اس میں دونوں مرد اور عورت کی بھلائی ہے۔ بالآخر یاد رہے کہ خوابیدہ نگاہ سے غیر محل پر نظر ڈالنے سے اپنے تئیں بچا لینا اور دوسری جائز النظر چیزوں کو دیکھنا اس طریق کو عربی میں غض بصر کہتے ہیں۔۔۔ یہی وہ خلق ہے جس کو احصان اور عفت کہتے ہیں۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 32)

2۔ فیشن ملبوسات کی خریداری فضول خرچی ہے

آپ کسی بھی دکان سے عام پینٹ شرٹ خریدیں اور فیشن فیبرکس خریدیں، آپ کو فیشن فیبرکس زیادہ مہنگی ملیں گیں۔ سادہ کپڑے خریدیں جیسا کہ تحریک جدید کے مطالبات میں سے ایک مطالبہ یہ بھی ہے کہ احباب سادہ زندگی بسر کریں۔

3۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے لباس میں مماثلت

پھر کام کے اعتبار سے مرد اور خواتین میں لباس میں مماثلت بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ جب مرد حضرات اور عورتوں کے ملبوسات میں یکسانیت ہو گی تو مردوں اور عورتوں میں بات چیت کے مواقع بھی بن جائیں گے اس طرح مردوں اور عورتوں میں تفریق کا نظام ختم ہو جاتا ہے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ مردوں اور عورتوں میں تفریق کا نظام یعنی باہمی تعلقات نہ ہونا، عورتوں کے تحفظ کی ضمانت ہے۔

اس موضوع کے حوالے سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’ہماری جسمانی بناوٹ کا ہماری انسانیت سے بڑا تعلق ہے۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 9)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’خدا کی کتاب میں دونوں مرد اور عورت کے لئے یہ تعلیم فرمائی گئی ہے۔‘‘

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ وَیَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ ؕ ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَہُمۡ

مومنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ بات ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔

(النور:31)

وَقُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ وَیَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَہُنَّ وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنۡہَا وَلۡیَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِہِنَّ عَلٰی جُیُوۡبِہِنَّ ۪ وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا لِبُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اٰبَآئِہِنَّ اَوۡ اٰبَآءِ بُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اَبۡنَآئِہِنَّ اَوۡ اَبۡنَآءِ بُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اِخۡوَانِہِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اِخۡوَانِہِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اَخَوٰتِہِنَّ اَوۡ نِسَآئِہِنَّ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُہُنَّ اَوِ التّٰبِعِیۡنَ غَیۡرِ اُولِی الۡاِرۡبَۃِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یَظۡہَرُوۡا عَلٰی عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَلَا یَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِہِنَّ لِیُعۡلَمَ مَا یُخۡفِیۡنَ مِنۡ زِیۡنَتِہِنَّ ؕ وَتُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ جَمِیۡعًا اَیُّہَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۳۲﴾

اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ جو اس میں سے ازخود ظاہر ہو اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں مگر اپنے خاوندوں کے لئے یا اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں کے لئے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے لئے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی عورتوں یا اپنے زیرنگیں مردوں کے لئے یا مردوں میں ایسے خادموں کے لئے جو کوئی (جنسی) حاجت نہیں رکھتے یا ایسے بچوں کے لئے جو عورتوں کی پردہ دار جگہوں سے بے خبر ہیں اور وہ اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ (لوگوں پر) وہ ظاہر کر دیا جائے جو (عورتیں عموماً) اپنی زینت میں سے چھپاتی ہیں اور اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

(النور:32)

وَلَا تَقۡرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً ؕ وَسَآءَ سَبِیۡلًا ﴿۳۳﴾

اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔ یقیناً یہ بے حیائی ہے اور بہت بُرا رستہ ہے۔

(بنی اسرائیل:33)

وَلۡیَسۡتَعۡفِفِ الَّذِیۡنَ لَا یَجِدُوۡنَ نِکَاحًا

اور وہ لوگ جو نکاح کی توفیق نہیں پاتے انہیں چاہئے کہ اپنے آپ کو بچائے رکھیں۔

(النور:34)

وَرَہۡبَانِیَّۃَۨ ابۡتَدَعُوۡہَا مَا کَتَبۡنٰہَا عَلَیۡہِمۡ

ہم نے ان پر وہ رہبانیت فرض نہیں کی تھی

فَمَا رَعَوۡہَا حَقَّ رِعَایَتِہَا

پس انہوں نے اس کی رعایت کا حق ادا نہ کیا۔

(الحدید:28)

مندرجہ بالا آیات کے حوالے سے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’یعنی ایمانداروں کو جو مرد ہیں کہہ دے کہ آنکھوں کو نامحرم عورتوں کے دیکھنے سے بچائے رکھیں اور ایسی عورتوں کو کھلے طور سے نہ دیکھیں جو شہوت کا محل ہوسکتی ہوں اور ایسے موقع پر خوابیدہ نگاہ کی عادت پکڑیں اور اپنے ستر کی جگہ کو جس طرح ممکن ہو بچاویں۔ ایسے ہی کانوں کو نامحرموں سے بچاویں یعنی بیگانہ عورتوں کے گانے بجانے اور خوش الحانی کی آوازیں نہ سنیں۔ یہ طریق پاک نظر اور پاک دل رہنے کے لئے عمدہ طریق ہے۔ ایسا ہی ایماندار عورتوں کو کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مردوں کو دیکھنے سے بچائیں اور اپنے کانوں کو بھی نامحرموں سے بچائیں یعنی ان کی پرشہوات آوازیں نہ سنیں اور اپنے ستر کی جگہ کو پردہ میں رکھیں اور اپنی زینت کے اعضاء کو کسی غیر محرم پر نہ کھولیں اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سر پر آجائے یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کانپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں اور اپنے پیروں کو زمین پر ناچنے والوں کی طرح نہ ماریں یہ وہ تدبیر ہے کہ جس کی پابندی ٹھوکر سے بچا سکتی ہے۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 29-30)

4۔ مردوں اور عورتوں کا ایک جگہ کام کرنا

مغربی اور امریکی معاشرے کے کاروباری مراکز میں مرد اور خواتین یکساں نظام کے ماتحت کام کرتے ہیں اور جب ہم کام کے اعتبار سے جائزہ لیتے ہیں تو بعض شعبوں میں مرد حضرات کم تعداد میں اور خواتین زیادہ تعداد میں کام کرتی ہیں جیسے ہسپتالوں میں نرسنگ کا شعبہ ہے۔ اسی طرح جب ہم ٹرانسپورٹ کے شعبوں میں پبلک ٹرانسپورٹ میں ڈرائیونگ کی بات کرتے ہیں تو مرد حضرات کی تعداد عورتوں کی تعداد سے زیادہ ہے۔ جبکہ شاپنگ مال اور گروسری سٹورز میں بھی مرد اور خواتین کو کام

کرنے کے یکساں مواقع فراہم کئے گئے ہیں۔

البتہ بعض ایسی سہولتیں ہیں جہاں آپ مسلمان اور احمدی مسلمان ہوتے ہوئے اپنے لئے اپنی پسند کے مطابق یہ سوال کر سکتے ہیں کہ مرد حضرات، مرد حضرات سے سروس حاصل کریں اور خواتین، خواتین سے سروس حاصل کریں۔

مثال کے طور پر آپ کو آئی کلینک میں آئی ٹیسٹ کروانا ہے۔ آئی ٹیسٹ میں ڈاکٹر صاحب کو آئی ٹیسٹ مشین آپریٹ کرنے کے لئے مریض کے قریب بیٹھ کر آئی ٹیسٹ کرنا ہے۔ جیسے دو فرد آمنے سامنے کرسی پر بیٹھے ہیں۔ ایسی صورتحال میں مسلمان مرد حضرات یہ درخواست کر سکتے ہیں کہ ان کے لئے مرد ڈاکٹر صاحب آئی ٹیسٹ کریں اور خواتین بھی خواتین ڈاکٹر صاحبہ سے آئی ٹیسٹ کی درخواست کر سکتی ہیں۔

اسی طرح آجکل ہیئر کٹنگ یا نائی کی دکان پر مرد اور خواتین دونوں کام کرتے ہیں وہاں بھی مسلمان اور احمدی مسلم احباب کا یہ سوال ہونا چاہیے کہ مرد ہیئر ڈریسرز مردوں کی ہیئر کٹنگ کریں اور عورتوں کیلئے عورت ہیئر ڈریسرز بالوں کی کٹنگ کرے۔

یہ تو دو مثالیں ہیں ان مثالوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اپنے نوجوانوں کو جو طالب علم ہیں یہ تجویز پیش کریں کہ وہ کالج اور سکول یا یونیورسٹی میں لڑکے اپنی بات چیت کو لڑکوں تک محدود رکھیں اور لڑکیوں کو چاہیے کہ وہ لڑکیوں کو دوست اور بات چیت کا ذریعہ بنائیں۔

نوجوانی کی عمر کے حوالے سے ایک اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیش خدمت ہے۔

”غرض اس جوانی کی عمر میں بہت نازک حال ہوتا ہے۔۔۔غرض یہ وہ زمانہ ہے جس میں خدا کا خوف کم اور شہوت طالب اور نفس غالب ہوتا ہے۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 10 ب)

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ﴿۱۰﴾

یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے اُس (تقویٰ) کو پروان چڑھایا۔

(الشمس:10)

وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ﴿۱۱﴾

اور نامراد ہو گیا جس نے اُسے مٹی میں گاڑ دیا۔

(الشمس:11)

مندرجہ بالا آیات کریمہ کا ترجمہ بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”یعنی جس نے ارضی جذبات سے اپنے نفس کو پاک کیا۔ وہ بچ گیا اور نہیں ہلاک ہوگا مگر جس نے ارضی جذبات میں جو طبعی جذبات ہیں اپنے تئیں چھپا دیا وہ زندگی سے ناامید ہو گیا۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 7)

پھر فرمایا:

”پہلا خلق احصان کے نام سے موسوم ہے اور اس لفظ سے مراد خاص وہ پاکدامنی ہے جو مرد اور عورت کی قوت تناسل سے علاقہ رکھتی ہے۔“

”یہ خلق جس کا نام احصان یا عفت ہے یعنی پاکدامنی۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 28)

”خدا تعالیٰ نے خلق احصان یعنی عفت کے حاصل کرنے کے لئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی بلکہ انسان کو پاک دامن رہنے کے لئے پانچ علاج بھی بتلا دیئے ہیں یعنی یہ کہ (1) اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا (2) کانوں کو نامحرموں کی آواز سننے سے بچانا۔ (3) نامحرموں کے قصے نہ سننا (4) اور ایسی تمام تقریبوں سے جن میں اس بدفعل کا اندیشہ ہو اپنے تئیں بچانا (5) اگر نکاح نہ ہو تو روزہ رکھنا وغیرہ۔

اس جگہ ہم بڑے دعوے کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ اعلیٰ تعلیم ان سب تدبیروں کے ساتھ جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہیں صرف اسلام سے ہی خاص ہے۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 31)

ہمیں تاکید ہے کہ ہم نے محرم عورتوں کو اور ان کی زینت کی جگہ کو ہرگز نہ دیکھیں۔ نہ پاک نظر سے اور نہ ناپاک نظر سے اور ان کی خوش الحانی کی آوازیں اور ان کے حسن کے قصے نہ سنیں نہ پاک خیال سے اور نہ ناپاک خیال سے بلکہ ہمیں چاہیے کہ ان کے سننے اور دیکھنے سے نفرت رکھیں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 31)

ہمارے پیارے امام سیدنا خلیفۃ المسیح الخامس حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ قادیان 2022ء کی اختتامی تقریب میں دوسری شرط بیعت کا ذکر کرتے ہوئے خطاب فرماتے ہیں کہ

دوسری شرط بیعت

”بہرحال مَیں ابھی بعض ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاؤں گا اور دوسری شرطِ بیعت سے متعلق بعض باتیں کروں گا، جو یہ ہے کہ ”بیعت کنندہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔“

اس شرط میں آپ نے 9 برائیوں سے بچنے کا ذکر فرمایا ہے۔

زنا سے بچنا

دوسری شرط بیعت میں دوسری بات زنا سے بچنا ہے۔ آج کے دور میں میڈیا نے اس کی تمام حدیں توڑ دی ہیں، ان حالات میں ہمیں اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بچانے کی کوشش کرنی ہوگی۔ گندی فلمیں اور دل میں گندے خیالات پیدا کرنا بھی زنا کی قسمیں ہیں۔ قرآن کریم تو کہتا ہے کہ زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ آج کل میڈیا میں بچوں کے پروگرامز میں بھی ان کے ذہن کو زہر آلود کیا جا رہا ہے اور بے حیائی اور فحشاء کی طرف لے جایا جاتا ہے۔

آخرت کے عذاب کے اور اس کی شدت کے متعلق تو خدا تعالیٰ جانتا ہے لیکن جو ان غلاظتوں میں پڑتے ہیں وہ اس دنیا میں بھی مختلف بیماریوں میں پڑتے ہیں۔ ہم نے اس برائی سے خود کو بھی، اپنی نسلوں کو بھی اور دوسروں کو بھی بچانا ہے۔ یہ برائی پھیلانا دہریت پھیلانے کا ذریعہ ہے جو خدا سے دور لے جاتے ہیں۔

بدنظری سے بچنا

حضرت مسیح موعودؑ نے بدنظری سے بچنے کی تلقین کی ہے۔

اسلام نے نظروں کو نیچا رکھنے کا حکم مرد و عورت دونوں کو دیا ہے، اور حیا کے اس معیار کو قائم فرمایا ہے کہ برائی کا امکان ہی باقی نہ رہے۔ اسی طرح ایک پاکیزہ معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔ اس حکم کی وسعت صرف ظاہری طور پر دیکھنے تک ہی نہیں۔ آج کل میڈیا، کمپیوٹر، ٹی وی پر غلط اور ننگے پروگرام آتے ہیں جس حوالے سے احتیاط کرنی چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت ام سلمیٰؓ کو ایک نابینا سے پردہ کرنے کا حکم دیا۔ اس میں ان لوگوں کا بھی جواب ہے جو بسا اوقات یہ کہہ دیتے ہیں کہ جماعت میں پردہ کے متعلق زیادہ سختی کرتے ہیں۔“

(الفضل انٹرنیشنل 25 دسمبر 2022ء)

بقیہ: خطبہ جمعہ...... از صفحہ 8

زیادتی بھی کرتے ہیں۔ فرمایا کہ بغیر جائز وجہ کے ایک تو ویسے ہی جائز نہیں لیکن اس میں بھی یہی ہے کہ کوشش کرو کہ نہ دی جائے۔ پھر فرمایا: ”اب ظاہر ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم انسانی حاجات کے مطابق ہے اور ان کے ترک کرنے سے کبھی نہ کبھی کوئی خرابی ضرور پیش آئے گی۔ اسی وجہ سے بعض یورپ کی گورنمنٹوں کو جوازِ طلاق کا قانون پاس کرنا پڑا۔“

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 413-414)

اب قانون میں بھی یہ لکھا جاتا ہے کہ وجہ جواز کیا ہے؟ کافی مقدموں میں وہ پوچھتے ہیں کہ کیا وجہ ہے؟ کیوں طلاق ہو رہی ہے؟ کیوں علیحدگی ہو رہی ہے؟ سارے ثبوت دینے پڑتے ہیں۔ تو بہرحال فرمایا کہ یہ آسانی سے نہیں ہو جاتی۔ اس لیے انہیں بھی اپنا قانون بنانا پڑا۔ دنیا کے قانون تو بہرحال بنتے بھی ہیں ٹوٹتے بھی ہیں۔ ان میں مزید بہتری پیدا کرنے کے لیے یہ لوگ کوشش کرتے رہتے ہیں پھر بھی کوئی نہ کوئی سقم رہ جاتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کا قانون ایسا ہے جو عین فطرت کے مطابق ہے۔ دوبارہ یہاں یہ واضح کر دوں کہ

صرف مرد کو ہی طلاق کا حق نہیں ہے
بلکہ عورت بھی پسند ناپسند یا کسی بھی وجہ سے خلع لے سکتی ہے

اور اگر مرد قصوروار ٹھہرے اور بعض زیادتیاں کرے جو ثابت ہو جائیں تو پھر یہ خیال مردوں کا کہ حق مہر نہیں ادا ہوگا وہ حق مہر بھی ان کو ادا کرنا پڑتا ہے اور حقوق بھی ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اس لیے کسی لڑکی یا عورت کے ذہن میں یہاں یہ خیال نہ آئے کہ صرف مرد کو حق دیا گیا ہے۔ جب عورت کے حوالے سے بات ہوگی تو وہاں اس کی تفصیل بھی بیان ہو جائے گی۔

بہرحال یہ مضمون جاری ہے۔ اس حوالے سے اَور بھی آپؑ کے ارشادات ہیں جو وقتاً فوقتاً بیان کرتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کی صحیح تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 03 مارچ 2023ء صفحہ 5 تا 10)

مدثر ظفر

کیا روزمرہ اشیاء ضروریہ کی میعاد عمداً کم رکھی جاتی ہے؟

ہمیں روزمرہ کی اشیاء ضروریات خریدتے وقت دکانداروں کی طرف سے چیزوں کے بارے میں یہ بتایا جاتا ہے کہ یہ ساری عمر آپ کا ساتھ دے گی یعنی ’’لائف ٹائم گارنٹی ہے‘‘۔لیکن جائزہ لیا جائے تو یہ بات سودا بیچنے کا محض ایک ٹکسالی نسخہ معلوم ہوتی ہے۔ ہر چیز کی ایک میعاد ہوتی ہے اور چیزیں بنانے والے پابند ہیں کہ اپنی مصنوعات پر ان کی مدت درج کریں،بالخصوص خورد و نوش کی اشیاء اور ادویات وغیرہ اور ایسی اشیاء جن کے جلد خراب ہونے کا اندیشہ ہو۔اس حقیقت سے انکار نہیں کہ مصنوعات بنانے والے سب یہی چاہتے کہ ان کی بنائی ہوئی چیزوں کا معیار عمدہ ہو اور وہ تادیر لوگوں کے استعمال میں رہیں۔لوگوں کا ان پر اعتماد بنا رہے اور ان کی مصنوعات ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوں۔البتہ لائف ٹائم گارنٹی کا جھانسہ جہاں سامان بیچنے کا ایک حربہ ہے وہیں کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں جن کی عمر عمداً کم رکھی جاتی ہے۔ان میں سے ایک روشنی کے لیے استعمال ہونے والے برقی قمقمے (ہیلوجن بلب) بھی ہیں۔

لیورمور فائر اسٹیشن نمبر 6 کیلیفورنیا جہاں ایک بلب 1901ء سے مسلسل روشن ہے۔ اسے لگاتار روشن رکھنے کے لیے جنریٹر اور بیٹریاں بھی رکھی گئی ہیں تاکہ برقی رو میں کسی قسم کا تعطل پیدا نہ ہو۔اپنی پوری زندگی میں اسے صرف ایک بار 1976ء میں 22 منٹ کے لیے بجھایا گیا تھا۔

اس بلب کو دیکھ کر یہ سوال ذہن میں ضرور پیدا ہوتا ہے کہ آخر کیسے ممکن ہے کہ یہ بلب 122 سال سے مسلسل روشن ہے جبکہ ہمارے گھروں میں جلنے والے بلب کچھ عرصہ بعد ہی دم توڑ دیتے ہیں۔ ایک صدی سے زائد عرصہ سے مسلسل روشن یہ بلب ہاتھ سے اس زمانے میں بنایا گیا تھا جب تجارتی پیمانے پر عام استعمال کے بلب بھی صارفین کے لیے دستیاب تھے۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ اسی طرح کے کئی اور بلب بھی بنائے گئے تھے جو حقیقت میں لائف ٹائم گارنٹی رکھتے تھے لیکن وہ کبھی عام صارف کے لیے مارکیٹ میں فروخت کی غرض سے نہیں رکھے گئے۔ غالب امکان ہے کہ ایسا جان بوجھ کر کیا گیا،اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر ایسے بلب بنا کر فروخت کیے جاتے جو کبھی خراب ہی نا ہوں تو کچھ عرصہ میں بلب بنانے والی کمپنیاں طلب کھو دیتیں اور طلب و رسد کے فرق کی وجہ سے بلب سازی کی صنعت ٹھپ ہو جاتی۔ ظاہر سی بات ہے اگر آپ کے گھر، دکان،دفتر،فیکٹری یا جہاں بھی ایسے بلب روشن ہیں جو کبھی خراب ہی نا ہوں تو آپ نیا بلب کیوں خریدیں گے؟ جلد ہی بلب بنانے والی کمپنیوں نے اس حقیقت کو جان لیا اور متفقہ طور پر ایسے بلب بنانے پر اتفاق کیا جن عمر کم ہو۔

بلب سادہ سے سائنسی اصولوں کو بروئے کار لا کر بنائے جاتے ہیں جو شیشے کے ایک گولے کے اندر فلامنٹ کے جلنے سے روشنی پیدا کرتے ہیں۔ان روایتی برقی قمقموں میں بجلی کا صرف 5 فیصد روشنی کی صورت

120 سال سے روشن بلب

میں حاصل ہوتا ہے جبکہ 95 فیصد توانائی گرمی کی صورت میں خارج ہو جاتی ہے۔ اس فلامنٹ کے اندر درجہ حرارت 2800 کیلون تک ہوتا ہے۔یہ حدت سورج کی سطح پر موجود حدت کا نصف ہے۔ اتنی گرمی پر کئی دھاتیں پگھل جاتی ہیں۔ اور جو دھات اتنی گرمی پر نا پگھلے وہ جلنا شروع ہو جاتی ہے۔ 1840ء میں ایک سائنسدان وارن ڈی لا رو نے جلنے والی دھات کو شیشے کے گولے میں قید کر کے ایسا خلاء بنایا جس کے اندر آکسیجن نا ہو تا کہ وہ جلنے کے عمل کے دوران جل کر بھسم نا ہو جائے۔ 1879ء میں ایڈیسن نے سوتی دھاگے کو فلامنٹ کی جگہ استعمال کرتے ہوئے ایک بلب بنایا جو 14 گھنٹے تک روشن رہا۔ کئی دوسرے سائنسدان فلامنٹ کے طور پر مختلف اشیاء کو آزماتے رہے۔اس طرح تدریجاً بلب کی عمر اضافہ ہوتا رہا حتی کہ 1920ء تک ایسے بلب بنا لیے گئے جن کی عمر 2000 سے 25000 گھنٹوں تک ہوتی تھی۔ 1924ء میں جینیوا میں بلب بنانے والی چوٹی کی کمپنیوں کے سربراہان اکھٹے ہوئے اور ایک خفیہ میٹنگ کی۔ان میں مشہور زمانہ فلپس، جنرل الیکٹرانکس،ٹوکیو الیکٹرانکس، جرمن کمپنی اوسرم اور اے ای آئی جس کا تعلق برطانیہ سے تھا شامل تھیں۔انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون پر اتفاق کیا اور بلب کی عمر کے حوالہ سے چند قواعد وضوابط وضع کیے۔

برقی قمقوں کا معیار دن بہ دن بہتر ہو رہا تھا اور انہیں اپنے ہی بنائے ایسے برقی قمقوں سے خطرہ تھا جو تاحیات روشنی دینے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔بلب کی عمر میں ہونے والے اضافے کی بدولت بڑی کمپنیوں کی فروخت میں ہر سال مسلسل کمی واقع ہو رہی تھی۔جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ 1923ء میں اوسرم نے 63 ملین بلب فروخت کیے اور یہ تعداد اگلے سال کم ہو کر 28 ملین رہ گئی۔ اس میٹنگ میں تمام کمپنیوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ایسے بلب بنائے جائیں جن کی عمر 1000 گھنٹوں تک محدود ہو۔لیکن سب کو اس بات کا پابند کرنا ایک مشکل امر تھا کیونکہ ہر ایک کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اچھی اور معیاری چیز بنائے تاکہ ان کی مصنوعات زیادہ فروخت ہوں۔ تمام بڑی کمپنیوں نے اس اتفاق کے بعد کم عمر کے بلب بنانے شروع کیے اور سب نے اپنے اپنے نمونوں کی ایک ساتھ آزمائش کی۔ اگر کسی کمپنی کا بنایا ہوا بلب 1000 گھنٹوں سے زیادہ چلتا تو اسے بھاری جرمانے کا سامنا کرنا پڑتا۔اگر کوئی بلب 3000 گھنٹے تک چلتا تو کمپنی کو ہر 1000 بلب کی فروخت کے بدلے 200 سوئس فرانک جرمانہ ادا کرنا پڑتا۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہی انجینئر جن کی ذمہ داری تھی کہ وہ لمبی عمر والے بلب بنائیں انہیں کہا گیا کہ اب وہ ایسے بلب بنائیں جو اپنی مدت پوری کر کے جلدی خراب ہو جائیں۔ چنانچہ وہ ایسی چیزوں پر تجربات کرنے لگے جن سے نکمے بلب بنا کر ان کی عمر کم کی جا سکے۔ اگر اس دور پر نظر کی جائے تو یہ بات عیاں ہو گی کہ کمپنیاں اپنی اس کوشش میں کامیاب رہیں اور برقی قمقوں کی عمر مسلسل کم ہونے لگی۔ چنانچہ 1934ء تک ایک اوسط بلب کی عمر 1200 گھنٹے تک آ گئی۔عمر کم ہونے سے برقی قمقوں کی فروخت میں ایک بار پھر سے اضافہ ہونے لگا۔اور اس متفقہ معاہدے کے صرف چار سال کے اندر 25 فیصد تک فروخت میں اضافہ دیکھا گیا۔حیرت انگیز طور پر اس وقت لوگ اس بات سے آگاہ نہیں تھے کہ برقی قمقوں کی کم ہوتی عمر کے پیچھے بلب ساز کمپنیوں کی کوئی ملی بھگت ہے لیکن اس بارے میں تشویش میں ضرور مبتلاء تھے۔اس کا جواز کمپنیوں نے یہ فراہم کیا کہ ہم نے انہیں پہلے سے زیادہ مضبوط، زیادہ روشن اور استعمال میں آسان بنایا ہے جس کی وجہ سے ان کی عمر کم ہوئی ہے۔

صرف بلب ہی نہیں ایسی کئی اشیاء ہوسکتی ہیں جن کو بناتے وقت ان کی معیاد عمداً کم رکھی جاتی ہوتا کہ طلب میں کمی کی وجہ سے ان کے کاروبار کو نقصان نا ہو۔

تقریب آمین

مکرم افتخار احمد گوندل مبلغ واٹرلو ریجن۔سیرالیون تحریر کرتے ہیں:

مؤرخہ 9/ جنوری 2023ء بروز سوموار 11 تا 2 بجے Joe Town واٹرلو ریجن میں مولانا سعید الرحمن صاحب مبلغ انچارج و نائب امیر اول کی زیر صدارت تقریب آمین منعقد ہوئی۔ Joe Town کی مسجد کے سامنے سائبان لگا کر کرسیوں پر بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا اور لاؤڈ سپیکر کا بھی انتظام تھا۔ مکرم علیو سن بامبا نے تلاوت قرآن کریم مع ترجمہ پیش کی اور مکرم محمد فواد سیسے نے خوش الحانی کے ساتھ قصیدہ سنایا اور ترجمہ بھی پیش کیا۔ مکرم مولوی عبدل کروما نے مہمانان کرام کا تعارف اور جماعت کے افراد کا تعارف مکرم علی کروما نے کروایا۔ بعد ازاں عثمان بلا صاحب ہیڈ ماسٹر احمدیہ سکول جو ٹاؤن نے افتتاحی کلمات پیش کیے۔ بچوں نے کورس کی شکل میں نماز باترجمہ، قرآن کریم کی دعائیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چند دعائیں اور احادیث مع ترجمہ پیش کیں۔ اسی طرح وعدہ اطفال و ناصرات، عہد لجنہ اماء اللہ اور خدام الاحمدیہ زبانی سنائے۔

اس کے بعد مکرم علیوسن بامبا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسولؐ، مکرم عیسیٰ جوارے نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کا تعارف کے موضوعات پر تقاریر پیش کیں۔ علیوسن صاحب نے آیت استخلاف مع ترجمہ پیش کی جس کے بعد مبلغ انچارج صاحب نے قرآن کریم کی عظمت، اس سے پیار اور اس کو سیکھ کر اس پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی اور جماعت احمدیہ کی اس طرف خاص توجہ اور مساعی کا ذکر کیا اور بچوں کے والدین، جملہ حاضرین اور غیر از جماعت احباب کا بطور خاص شکریہ ادا کیا۔ آخر میں تمام طلباء سے قرآن کریم سنا، اسناد پیش کیں اور انعامات بھی دیے گئے جس پر بچوں کے والدین اور معززین نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے والے کل 25 طلباء تھے جن میں 7 ناصرات، ایک ممبر لجنہ، 11 اطفال اور 6 خدام شامل ہیں۔ دعا کے ساتھ اس بابرکت تقریب کا اختتام ہوا اور نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد جملہ حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ اس پروگرام میں واٹرلو ریجن کی 9جماعتوں سے 370 احباب سمیت سات غیر از جماعت ائمہ کرام اور 70غیر از جماعت احباب نے شرکت کی۔

رپورٹ: رانا مبشر محمود۔ قائد عمومی مجلس انصار اللہ ناروے

نیند کے موضوع پر انصار اللہ ناروے کا سیمینار

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مجلس انصار اللہ ناروے کو حسب روایت امسال بھی 5؍فروری 2023ء کو صحت سیمینار منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس دفعہ سیمینار کا موضوع نیند اور اس کے مسائل تھا۔ پروگرام کا آغاز رانا مبشر محمود نے سورۃ الرّوم کی آیت 55 کی تلاوت سے کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو کمزوری کی حالت میں پیدا کرنے اور پھر صحت اور طاقت عطا کرنے کے بعد بڑھاپے اور کمزوری کی طرف لوٹ جانے کا بیان فرمایا ہے۔ اس کے بعد مکرم افتخار حسین اظہر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا فارسی منظوم کلام پیش کیا۔

محترم صدر مجلس انصار اللہ ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب نے سیمینار کے موضوع کے حوالے سے انصار کو جسمانی اور نفسیاتی صحت کے لیے نیند کی اہمیت واضح کی۔ اللہ تعالیٰ نے نیند کو عارضی موت سے تشبیہ دی ہے۔ اس موضوع پر روشنی ڈالنے کے لئے دو لیکچرز پریزنٹیشن کی شکل میں پیش کیے گئے۔

پہلا لیکچر ڈاکٹر صفدر مسعود ملک صاحب (GP) نے پیش کیا۔ جس میں انہوں نے قرآن کریم میں نیند سے متعلق آیات اور حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر پیش کی اور اپنی پریزنٹیشن میں نیند کے موضوع کو مختلف پہلوؤں سے بیان کیا۔ انہوں نے بتایا کہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ نیند کی گولیاں استعمال کرتے ہیں جبکہ ان سے نجات ممکن ہے۔ اچھی نیند کے لئے کمرے میں اندھیرا اور ٹمپریچر تقریباً 18 ڈگری ہونا چاہیے۔ ہر قسم کی سکرین سے کم از کم 2 گھنٹہ قبل فارغ ہو جائیں۔ صبح کو سورج کی روشنی میں نکلنا اور پھر کم از کم آدھ گھنٹہ ورزش، وقت پر سونا اور وقت پر جاگنا، دن کو دو بجے کے قریب بیس منٹ کا قیلولہ کرنا، شام کو کافی، چائے اور کولا جیسے مشروبات سے پرہیز اور پھر رات کو سونے سے پہلے نیم گرم پانی سے نہانے اور سوتے وقت ہر قسم کی سوچ سے اجتناب سے آپ اچھی نیند کے مزے لے سکتے ہیں۔

دوسری پریزنٹیشن صدر مجلس انصار اللہ ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب (pulmonologist) کی تھی جس میں انہوں نے نیند کے دوران سانس کے مسائل، خاص طور پر سانس رکنے کی بیماری (sleep apnea) کے بارہ میں بڑی تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی۔ آپ نے بتایا کہ یہ بیماری بہت عام ہے اور عموماً لوگوں کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ رات کو بے سکون نیند، نیند نہ پوری ہونے کا احساس، خراٹے، صبح کے وقت سر درد، اور دن کے وقت تھکاوٹ رہے تو ڈاکٹر سے اپنا چیک اپ ضرور کروائیں کیونکہ اس کا اچھا علاج ممکن ہے جس میں ناک یا منہ پر ایک ماسک لگا کر سویا جاتا ہے اور بہت سے مسائل جن میں دل کی بیماریاں، بلڈ پریشر، شوگر، اور دماغ اور یادداشت کے مسائل وغیرہ شامل ہیں، نیز ٹریفک حادثات جو گاڑی چلاتے وقت توجہ کی کمی کی وجہ سے ہوتے ہیں، سے بھی بچا جا سکتا ہے۔

عموماً یہ مسائل مردوں میں عورتوں کی نسبت زیادہ ہوتے ہیں۔

دونوں پریزنٹیشنز کے بعد احباب کو سوالات کا موقع دیا گیا اور انصار نے اس موضوع سے متعلق اور اس کے علاوہ بھی صحت سے متعلق سوالات کئے اور ان کے سیر حاصل جوابات دیے گئے۔ انصار نے یہ پروگرام بہت پسند کیا۔

تین بجے محترم نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ ناروے نے اختتامی دعا کرائی اور پھر بعد میں احباب کی خدمت میں ضیافت پیش کی گئی۔

مرسلہ: مولانا عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل لندن

برطانیہ کے مبلغین انچارج اور آئمہ مسجد فضل لندن کے اسماء کی فہرست

(مبلغ انچارج کے طور پر کام کا عرصہ درج کیا گیا ہے)

(نوٹ: 1924ء میں برطانیہ میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد۔ مسجد فضل کی تعمیر کے بعد سے ہر مبلغ انچارج کے نام کے ساتھ ''امام مسجد فضل لندن'' کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں)

نام	عرصہ خدمت
1۔حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب رضی اللہ عنہ	1913ء تا 1916ء - 1919ء تا 1921ء
2۔حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب رضی اللہ عنہ	1916ء تا 1919ء
3۔حضرت مولوی مبارک علی صاحب رضی اللہ عنہ	1921ء تا 1923ء
4۔حضرت مولانا عبد الرحیم نیر صاحب رضی اللہ عنہ	1923ء تا 1924ء
5۔حضرت مولانا عبد الرحیم درد صاحب رضی اللہ عنہ	1924ء تا 1928ء - 1934ء تا 1938ء
6۔حضرت خانصاحب مولانا فرزند علی خان صاحب رضی اللہ عنہ	1928ء تا 1934ء
7۔حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب رضی اللہ عنہ	1938ء تا 1946ء
8۔مکرم محترم چوہدری مشتاق احمد باجوہ صاحب	1946ء تا 1950ء
9۔ مکرم محترم چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب	1950ء تا 1955ء
10۔ مکرم محترم مولود احمد خان صاحب	1955ء تا 1960ء
11۔ مکرم محترم چوہدری رحمت خان صاحب	1960ء تا 1964ء
12۔ مکرم محترم بشیر احمد خان رفیق صاحب	1964ء تا 1971ء - 1972ء تا 1979ء
13۔ مکرم محترم چوہدری شریف احمد باجوہ صاحب	1971ء تا 1972ء
14۔ مکرم محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب	1979ء تا 1983ء
15۔ خاکسار عطاء المجیب راشد	1983ء تا حال

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION — Download on the App Store — ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

حنیف محمود کے قلم سے

آداب معاشرت
ملاقات کے آداب
قسط 7

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُیُوۡتًا غَیۡرَ بُیُوۡتِكُمۡ حَتّٰی تَسۡتَاۡنِسُوۡا وَ تُسَلِّمُوۡا عَلٰۤی اَهۡلِهَا ؕ ذٰلِكُمۡ خَیۡرٌ لَّكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۲۸﴾ فَاِنۡ لَّمۡ تَجِدُوۡا فِیۡهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدۡخُلُوۡهَا حَتّٰی یُؤۡذَنَ لَكُمۡ ۚ وَ اِنۡ قِیۡلَ لَكُمُ ارۡجِعُوۡا فَارۡجِعُوۡا هُوَ اَزۡكٰی لَكُمۡ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ عَلِیۡمٌ (النور 28-29) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو یہاں تک کہ تم اجازت لے لو اور ان کے رہنے والوں پر سلام بھیج لو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو اور اگر تم ان (گھروں) میں کسی کو نہ پاؤ تو اُن میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ تمہیں (اس کی) اجازت دی جائے۔ اور اگر تمہیں کہا جائے واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جایا کرو۔ تمہارے لئے یہ بات زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔ اور اللہ اُسے، جو تم کرتے ہو، خوب جانتا ہے۔

جب کسی کے گھر جائیں یا اپنے گھر جائیں تو پوچھنے پر اپنا نام بتائیں یہ نہ کہیں کہ میں آیا ہوں اور اجازت مانگنے سے پہلے سلام کریں۔ بنی عامر کے ایک شخص نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اس طرح اجازت طلب کی کہ باہر سے کہا۔ کیا میں داخل ہو جاؤں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے خادم سے فرمایا کہ یہ شخص استئذان کا طریق نہیں جانتا، باہر جا کر اس کو طریق سکھلاؤ کہ پہلے سلام کرے اور پھر اندر آنے کی اجازت طلب کرے۔ پس اس شخص نے یہ سن کر پہلے ''السلام علیکم'' عرض کی اور پھر کہا: کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟ تو آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسے اجازت عنایت فرمائی اور وہ اندر داخل ہو گیا۔

(سنن أبی داؤد کتاب الادب)

آپؐ فرماتے ہیں: کسی شخص کے لئے حلال نہیں کہ وہ کسی کے گھر میں اجازت کے بغیر جھانکے اگر اس نے دیکھ لیا تو گویا کہ وہ اس کے گھر میں داخل ہوگیا۔ (سنن الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی کراھیة)

آپؐ فرماتے ہیں: اَلِاسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ صرف تین دفعہ اجازت طلب کرنی چاہیے، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ اگر اجازت دے دی جائے تو ٹھیک ہے، وَإِلَّا فَارْجِعْ ورنہ واپس چلا جا۔

(صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب الاستئذان)

آپؐ فرماتے ہیں: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کہے پھر جب کوئی درخت یا دیوار یا پتھر درمیان میں حائل ہو جائے یعنی وہ ایک دوسرے سے اوجھل ہو جائیں اور دوبارہ آپس میں ملیں تو پھر ایک دوسرے کو سلام کہیں۔ (ابوداؤد کتاب الادب) آپؐ فرماتے ہیں: اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ (جب کسی سے ملاقات کرنے جاؤ تو) بات کرنے سے پہلے سلام کرو۔ (سنن الترمذی، کتاب الاستئذان والآداب عن رسول الله، باب ما جاء فی السلام) آپؐ فرماتے ہیں: آپس میں ملنے ملانے کا عمدہ طریق یہ ہے کہ ایک دوسرے سے ملتے وقت مصافحہ کرو۔ (ترمذی ابواب الادب) آپؐ اپنے چچازاد بھائی حضرت جعفر بن ابی طالبؓ سے ملے تو آپؐ نے بوقتِ ملاقات ان سے معانقہ کیا اور ان کی پیشانی کا بوسہ لیا۔

(ابوداؤد کتاب الادب)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے متعلق احادیث میں بیان ہوا ہے کہ آپؐ ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔ آپ کو دیکھنے والا ہر شخص آپؐ کے چہرے پر ہمیشہ بشاشت کے آثار مشاہدہ کیا کرتا تھا۔ گویا مسکرانا سنت نبوی ہے۔ میں دوستوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ مسکراتے چہروں اور مخلصانہ جذبات کے ساتھ اپنے آنے والے بھائیوں کا استقبال کریں۔

ایک سبق آموز بات

درود شریف کی برکت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر سلام بھیجے گا اس کا جواب دینے کے لئے اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹا دے گا تا کہ میں اس کے سلام کا جواب دے سکوں۔

(ابوداؤد کتاب المناسک باب زیارتہ القبور)

مرسلہ: شکیل احمد طاہر۔ قادیان

6/ مارچ 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:21	18:27
مدینہ منورہ	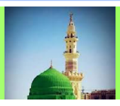	05:22	18:26
قادیان		05:30	18:30
ربوہ		05:09	18:10
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:08	17:51

فقہی کارنر

ایمان کی اقسام

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

ایمان دو قسم کا ہوتا ہے۔ موٹا اور باریک۔ موٹا ایمان تو یہی ہے کہ دین العجائز پر عمل کرے اور باریک یہ ہے کہ میرے پیچھے ہو لے۔

(ملفوظات جلد اول 2016 ایڈیشن صفحہ 1-2)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)